قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰؎ — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳؎

نمبر ۵۱	مورخہ ۱۵ رجب ۱۳۵۳ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۴ء	جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۲۳ اکتوبر بوقت ۴ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو ابھی کھانسی کی شکایت ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں ‡

صاحبزادہ مرزا رفیع احمد کو اب پہلے سے بخار میں نسبتاً آرام ہے ‡

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مالیر کوٹلہ سے تشریف لائی ہیں ‡ ۲۱ اکتوبر کو نماز مغرب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مولوی ابراہیم صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ کا نکاح میاں فتح دین صاحب ساکن نکودر ضلع جالندھر کی لڑکی گلزار بیگم سے بعوض چھ صد روپیہ پڑھایا۔ مبارک ہو ‡

احرار کانفرنس کے بعض ضروری حالات

احرار کانفرنس جس کے متعلق کئی ماہ سے اس قدر پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا۔ کہ گویا اس سے زیادہ اہم کوئی اجلاس ہندوستان کی سرزمین پر آج تک انعقاد پذیر ہی نہیں ہوا۔ ۲۱ اکتوبر کو شروع ہو کر ۲۳ کو ختم ہو گئی اور سمجھدار لوگوں کو احراریوں کے ڈھول کا پول معلوم ہو گیا ‡

چونکہ گورنمنٹ اس گروہ کی فساد انگیزی اور شورش پسندی سے بخوبی واقف ہے۔ اس لئے ہزار کوششوں کے باوجود ان کو قادیان کی حدود میں جلسہ کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔ اور ان کے جلسہ کے لئے موضع رجادہ تحصیل گورداسپور میں ایک ایسی جگہ تجویز کی گئی جس کے پاس سوائے ڈی۔ اے وی سکول اور ان کے بورڈنگ ہوس کے دور دور تک کوئی آبادی نہیں۔ اور ان لوگوں کا کوئی جلوس وغیرہ قادیان کے قریب نہیں آنے دیا گیا۔ جو لوگ اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے گاڑی سے اترتے۔ اسٹیشن پر ان سے ہر قسم کی سوٹی اور چھڑی وغیرہ چھینکر پولیس کی نگرانی میں ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ اور شہر سے باہر باہر انہیں جلسہ گاہ میں پہنچا دیا جاتا۔ اور شاید یہی وجہ ہے۔ کہ مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے جنہیں صدر بنایا گیا تھا۔ بذریعہ لاری امرتسر سے سیدھا جلسہ گاہ میں پہنچنا ہی مناسب سمجھا ‡

جلسہ سے پہلے جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ پچاس ہزار اور ایک لاکھ کے درمیان بتایا جا رہا تھا۔ لیکن اسقدر بلند توقعات اور امیدیں رکھنے والوں کے سامنے جب ۵-۶ ہزار ایسے حاضرین نظر آئے جو عموماً چھوٹے طبقہ سے تعلق رکھنے والے تھے۔ تو انہیں جسقدر خفت اور ندامت ہو سکتی تھی۔ اس کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔ اس محدود تعداد میں بھی ایک حصہ مساجد کے درویشوں وغیرہ کا تھا جنہیں معلوم ہوتا ہے۔ اپنے پاس سے کرایہ دے کر لیا لایا گیا۔ زیادہ رخصتوں کے موقعہ پر ایک اور کانفرنس کے انعقاد کا تقریروں میں اعلان کرنا ملازمین تعطیلات نہ ہونے کی وجہ سے

کی وجہ سے شامل نہ ہوسکنے کو حاضری کی کمی کا باعث بتایا۔ اور اس تعلّی میں بڑے بڑے پوسٹر شائع کرنا یہ سب کچھ تعداد کی کمی کی خفت کو مٹانے کے لئے تھا۔ ان ۵۔۶ ہزار شامل ہونے والوں میں بھی ایک کافی تعداد ان لوگوں کی تھی جنہیں قادیان دیکھنے کا شوق یہاں کھینچ لایا تھا جسے جماعت احمدیہ کے خلاف معاندین کے تعصب کی وجہ سے وہ کسی اور موقعہ پر پورا نہ کرسکتے تھے۔ اگرچہ مولویوں نے بہت زور مارا اور بہت پرجوش تقریریں کیں۔ کہ احمدیوں کے پاس نہ جاؤ۔ انکے دفاتر اور اداریات نہ دیکھو۔ حتی کہ صدر کانفرنس مولوی عطاء اللہ صاحب نے بھی اس امر پر خاص زور دیا لیکن باوجود اسکے مختلف اوقات میں بہت سے لوگ فرداً فرداً یا چھوٹی چھوٹی پارٹیوں میں شہر آکر سب کچھ دیکھ گئے۔ اور صبح سے لیکر شام تک سینکڑوں اشخاص سلسلہ کے دفاتر اور مساجد اور دوسرے مقامات میں ادھر ادھر گھومتے رہتے تھے سلسلہ کی طرف سے متعدد کارکن اس غرض سے مقرر تھے۔ کہ ہر ایک آنیوالے فرد یا پارٹی کے ساتھ شامل ہوکر انہیں اچھی طرح سب کچھ دکھائیں۔ حالات بتائیں اور حسب موقعہ مناسب رنگ میں تبلیغ بھی کریں۔ بہت سے لوگوں نے سلسلہ کا لٹریچر بھی خریدا۔ اور اس طرح ہمیں احرار کے اس جلسہ میں بھی تبلیغ کا موقعہ میسر آگیا۔ ایسے تمام لوگ خدا کے فضل سے جماعت کے نظام اسکی وسعت اور کارکنوں کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئے۔ اور بعض تو برملا طور پر اسکا ذکر بھی کرتے رہے۔ اور کئی ایک نے مزید تحقیقات نیز سالانہ جلسہ پر شامل ہونے کا وعدہ کیا۔

باوجود اس کے کہ کانفرنس کا اہتمام کرنیوالوں نے نہ صرف دور دور تک دربدر پھر کر چندہ وصول کیا تھا۔ بلکہ گرد و نواح کے دیہات میں جا جا کر غلاک زد اور مترددن سادہ لوح دیہاتیوں کے گھروں میں سے آٹا دانہ۔ دال وغیرہ جو کچھ بھی ملا کھینچ لائے تھے۔ مگر انہوں نے اپنے مہمانوں سے یہ سلوک کیا۔ کہ آنے والے عام مسافروں کے لئے رہائش اور کھانے وغیرہ تک کا کوئی انتظام نہ تھا۔ چند ایک تنور والوں کی دو کانیں موجود تھیں۔ جہاں سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ پیسے خرچ کرنے کے باوجود خاطر خواہ کھانا میسر نہ آتا تھا۔ اور غالباً یہی وجہ ہے۔ کہ کئی لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر خانہ کا رخ کرتے۔ اور وہاں سے کھانا کھاتے رہے منتظمین لنگر خانہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے سمجھ کر نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ اور اخراجات کی پروا نہ کرتے ہوئے آنیوالوں کی خاطر تواضع کرتے رہے چونکہ احرار منتظمین جلسہ کی طرف سے عام مہمانوں کے لئے سونے کا بھی کوئی انتظام نہ تھا۔ اس لئے آدھی آدھی رات تک مولوی لوگ انہیں تقریروں اور لیکچروں میں مشغول رکھتے۔ اور چونکہ پولیس کی طرف سے رات کے وقت انہیں شہر میں آنے کی روک تھی۔ اس لئے بہت سے لوگ شہر سے باہر احمدیوں کے کھیتوں پر آگ تاپ تاپ کر صبح کرتے رہے بعض نے اپنے طور پر دو دو روز پیشتر کے احمدی رشتہ داروں اور واقفوں کے ہاں رہائش کا انتظام کر رکھا تھا۔

حکومت پر احرار کی خواہ مخواہ اہمیت واضح کرنے اور انکی قوت و طاقت سے مرعوب کرنے کے شائق بعض حکام کی رپورٹوں کی بناء پر حکومت پنجاب نے پولیس کا انتظام بہت زیادہ کر رکھا تھا۔ اور یہ امر موجب اطمینان ہے۔ کہ پولیس نے شہر کی حفاظت اور احرار کی فساد آرائی کے انسداد کا انتظام بحیثیت مجموعی اچھی طرح اور تسلی بخش طور پر کیا۔ اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ لیکن اسکی ایک بہت بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جماعت کو انتہائی تحمل و برداشت کی تلقین کر رکھی تھی۔ اس لئے اگرچہ بعض مفسدہ پردازوں نے بعض اوقات درشت کلامی اور اشتعال انگیزی کا طریق اختیار کیا۔ تاہم احمدیوں نے پوری طرح اپنے جذبات پر قابو رکھا۔ اور کسی سے کوئی تعرض نہ کیا۔ بلکہ سب کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے رہے۔ احمدیوں کو نظام سلسلہ کے ماتحت حکام کے مشورہ سے جلسہ میں شریک ہونے یا جلسہ گاہ کی طرف جانے کی سخت ممانعت تھی چنانچہ کوئی احمدی اسطرف نہیں گیا۔ البتہ دو احمدی کہلانیوالے گو تھے جنہیں اطلاع ملنے پر فی الفور جماعت سے خارج کردینے کا اعلان کردیا گیا۔ ایک تو ان میں سے اسمٰعیل مولوی قطب الدین صاحب حکیم کا لڑکا ہے۔ اور دوسرے کا نام شاہ عالم ہے۔ اپنے شوق فساد انگیزی کو پورا کرنے کے لئے احرار نے ایک دو راہ رو احمدیوں کو جو اپنے گاؤں کو جارہے تھے خواہ مخواہ پکڑ کر پولیس کے حوالہ کردیا۔ کہ یہ یہاں اشتہارات وغیرہ تقسیم کرکے اشتعال پیدا کررہے تھے۔ مگر پولیس نے تحقیقات کے بعد چونکہ انہیں بالکل بے قصور پایا۔ اس لئے کوئی بازپرس نہ کی۔

غرضیکہ وہ کانفرنس جسکا اسقدر چرچا تھا۔ اور جس کے متعلق اخبار "زمیندار" بے تحاشہ پروپیگنڈا کررہا تھا۔ سخت ناکامی کیساتھ ختم ہوئی۔ اور بڑی بڑی امیدوں اور آرزوؤں کو لے کر آنے والے خائب و خاسر ناکام و نامراد واپس گئے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ اس جلسہ کے نتیجہ میں حکومت پر اس گروہ کی حیثیت اسکی مقبولیت اور اسکی لاف و گزاف کی حقیقت واضح ہوگئی ہوگی۔ اور آئندہ وہ انکے ساتھ ویسا ہی سلوک کریگی جس کے وہ مستحق ہیں خود جلسہ گاہ کے اندر کے حالات اور تقریروں کی کیفیت کا ہمیں اس وقت تک کوئی علم نہیں ہے۔ کیونکہ ہماری طرف سے حسب منشا افسران حکومت کوئی شخص جلسہ میں شامل نہیں ہوا۔ البتہ شہر میں آنیوالوں سے جو حالات معلوم ہوئے ہیں۔ اور جو سٹیشن وغیرہ پر خود دیکھے گئے۔ وہ اس جگہ لکھ دیئے گئے ہیں۔

جیسا کہ بتایا جاچکا ہے۔ اس موقعہ پر حکومت کی طرف سے قادیان میں ۴۴

جناب چودہری ظفر اللہ خانصاحب کی ولایت سے واپسی

لنڈن سے ریوٹر کا ۱۹ر اکتوبر کا تار مظہر ہے۔ کہ جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب پیرس روانہ ہوگئے ہیں اور آپ اسی ہفتہ بذریعہ ڈاک ہوائی جہاز ہندوستان روانہ ہوں گے۔

احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ چودہری صاحب موصوف کو بخیریت و عافیت لائے۔

خاتم النبیین نمبر الفضل

جن دوستوں نے تاحال اطلاع نہیں دی۔ کہ کتنے خاتم النبیین نمبر الفضل کے ان کو بھیجے جائیں۔ وہ اب اسی ہفتے کے اندر اطلاع دیدیں۔ قیمت فی پرچہ صرف ۲ر آنے محصول علاوہ (مینیجر الفضل)

وی۔پی آتے ہیں

الفضل نمبر ۹۴ صفحہ ۱۱ پر ان خریداران الفضل کے اسماء چھاپ دیئے گئے ہیں جن کا چندہ ختم ہے۔ براہ مہربانی بذریعہ منی آرڈر جلد چندہ ادا فرمائیں۔ ورنہ نومبر کے پہلے ہفتے وی۔پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔

(مینیجر الفضل)

جماعت احمدیہ امرتسر کا سالانہ تبلیغی جلسہ

۲۸ر اکتوبر ۱۹۳۴ء بروز اتوار صبح ۱۰ بجے سے ۴ بجے شام تک گول باغ امرتسر میں ہوگا۔ جلسہ کو کامیاب بنانے کیلئے احمدی احباب کی تعداد بکثرت ہونی ضروری ہے طعام و قیام کا انتظام جماعت امرتسر کے ذمہ ہوگا۔ احباب جلسہ میں شریک ہوکر ثواب عظیم حاصل کریں۔ خاکسار

بہاول شاہ سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ امرتسر

ضروری اعلان

مرکز سے مختلف اوقات میں گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کرنے کے متعلق سرکلر شائع ہوتے رہے ہیں۔ اور مختلف جماعتوں کے امراء اور سکرٹریوں وغیرہ کو حکم تھا۔ کہ ڈپٹی کمشنروں اور دیگر عہدہ داروں سے ملکر تعاون کریں کوئی سرکلر بطور نمونہ چاہئے۔ خواہ رولٹ ایکٹ کے متعلق ہو یا سائمن کمیشن کے متعلق ہو۔ خواہ کانگریس کے متعلق ہو۔ فتح محمد سیال قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ ؍ رجب ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

اخبار "زمیندار" اور حکومت پنجاب

اخبار "زمیندار" جس کی ساری عمر ملک میں شورش پھیلانے میں گزری ہے جس کی خلاف قانون اور امن شکن حرکات کے متعلق حکومت نے بارہا تعزیری کارروائی کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ جو ہمیشہ حکومت کی اس قسم کی کارروائیوں کا مضحکہ اڑا کر اس کے رعب اور وقار کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ اور جو اپنی خلاف قانون اور خلاف امن حرکات پر فخر کا اظہار کرتا ہوا حکومت کے نظام کو درہم برہم کر دینا اپنی زندگی کا مقصد بتاتا رہا ہے۔ اس نے ایک عرصہ سے جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت ہی دل آزار اور اشتعال انگیز رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ وہ قریباً اپنے ہر پرچہ میں جماعت احمدیہ کے مقدس بانی کے خلاف جسے لاکھوں انسان اپنا روحانی اور دینی پیشوا یقین کرتے ہیں۔ نہایت ہی گندے اور ناپاک اتہامات شائع کرتا رہتا ہے۔ نہایت ہی دل آزار اور روح فرسا الفاظ لکھتا رہتا ہے۔ اور نہایت ہی اشتعال انگیز بدزبانی اور بدگوئی سے کام لیتا رہتا ہے۔ مگر حکومت پنجاب باوجود اپنے وسیع ذرائع معلومات کے۔ اور باوجود اخبارات میں شائع ہونے والے مضامین سے آگاہی حاصل کرنے کے مکمل انتظامات کے یہ سب کچھ نہایت خاموشی کے ساتھ دیکھتی رہی ہے۔ آخر جب اُس نے حال میں ایک مضمون کی بنا پر اپنی کسی خاص مصلحت کے ماتحت "زمیندار" سے تین ہزار روپیہ کی۔ اور اس کے مطبع سے ایک ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی۔ تو "زمیندار" کو جماعت احمدیہ کی پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ دل آزاری کرنے کا بہانہ مل گیا۔ اس نے نہ صرف وُہی مضمون من و عن اور لفظ بلفظ دوبارہ شائع کر دیا جسے حکومت نے قانون مطابع ہند ۱۹۳۱ء کی ترمیم شدہ دفعہ ۱۶۔ قانون ضابطہ فوجداری نمبر ۲۳ بابت ۱۹۳۲ء کے رُو سے قابل گرفت قرار دے کر ضمانت طلب کی ہے بلکہ نہایت ہی اشتعال انگیز اور فتنہ خیز عنوان "قادیان کے گدھے کی ڈھینچوں ڈھینچوں" رکھ کر اس کے نیچے بانی سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی طرف منسوب کر کے چند خود نوشتہ سطور شائع کی ہیں اور نیچے "مرزا غلام احمد قادیانی" لکھ دیا ہے۔

گویا اس نے اپنے مضمون کے قابل مواخذہ سمجھے جانے کی جس وجہ کے متعلق یہ لکھ کر شک کا اظہار کیا تھا۔ کہ "وہ گناہ غالباً یہ ہے۔ کہ طول کے گدھے کے سرکاری نام احمد پر اعتراض کیوں کیا۔ اور یہ نام متنبی قادیان پر کیوں چسپاں کیا گیا"۔ اس کا نہایت ہی بے باکی اور سرکشی سے دوبارہ کھلم کھلا ارتکاب کر کے یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ یا تو اس کے نزدیک حکومت نے بانی سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے خلاف اس کی نہایت ہی دل آزار بدزبانی اور بدگوئی کو قابل گرفت نہیں سمجھا۔ یا حکومت کی کارروائی کو وُہ پرِ پشہ جتنی وقعت دینے اور اس کی کچھ بھی پروا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

ان دونوں صورتوں میں ہم حکومت پنجاب سے یہ دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ اگر اس نے "زمیندار" کے ۱۵ ؍ ستمبر ۱۹۳۴ء کے مضمون کو جو "نقاش" کے قلم سے بعنوان "پھر وُہی طول کا گدھا" شائع ہوا۔ اس لئے قانون مطابع ہند کے ماتحت قابل گرفت قرار دیا ہے۔ کہ اس میں لاکھوں کی جماعت کے مذہبی اور روحانی پیشوا کے متعلق نہایت ہی ہتک آمیز۔ اور دل آزار الفاظ لکھے گئے ہیں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس گرفت کے بعد اسی "زمیندار" نے جب پہلے سے بھی زیادہ بے باکی کے ساتھ اور پہلے سے بھی بہت زیادہ عریاں طور پر اسی قسم کے صبر شکن اور ناقابل برداشت الفاظ پھر استعمال کئے ہیں۔ تو اس کے متعلق کیوں زیادہ مؤثر قانونی کارروائی نہ کی جائے۔ اور اسے اس قسم کی امن شکن حرکات سے نہ روکا جائے۔

لیکن اگر "زمیندار" سے ضمانت طلبی کی وجہ یہ نہیں، بلکہ بالفاظ "زمیندار" یہ ہے۔ کہ "اس نے طول کے گدھے کے سرکاری نام احمد پر اعتراض کیوں کیا"۔ تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا حکومت نے "زمیندار" کو اس بات کی کھلی اجازت دے دی ہے کہ جماعت احمدیہ کے مقدس پیشوا اور بزرگوں کے خلاف جس قدر اور جس رنگ میں چاہے۔ بدزبانی کرتا رہے۔ اس سے کوئی گرفت نہ کی جائے گی۔ اور کیا حکومت کا قانون جماعت احمدیہ کی انتہائی دل آزاری کرنے اور اس کے مذہبی جذبات کو نہایت ہی ظالمانہ رنگ میں پامال کرنے والے اخبار "زمیندار" کے سامنے بالکل ہیچ ہے۔ اور اس کی فتنہ پردازیوں اور شر انگیزیوں کو روکنے کے لئے بیکار۔ اگر نہیں۔ بلکہ حکومت کا قانون سب کے لئے یکساں حیثیت رکھتا ہے۔ اس پر سب کی جان و مال اور سب کے مذہبی جذبات کی حفاظت کرنے کا فرض مساوی طور پر عائد ہوتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ایک عرصہ سے جماعت احمدیہ پر جو صریح ظلم ہو رہا ہے۔ اور "زمیندار" روز بروز نہایت بے باکی سے اس ظلم میں بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کے انسداد کے لئے حکومت کا قانون حرکت میں نہیں آتا۔ اور حکومت پنجاب "زمیندار" سے اتنا بھی پوچھنے کی ضرورت نہیں سمجھتی۔ کہ تم کیوں فتنہ آرائی سے باز نہیں آتے۔ اور کیوں ایک ایسی جماعت کی حد سے زیادہ دل آزاری کرتے جا رہے ہو جس میں بڑے بڑے اہل علم اور بڑے بڑے قابل لوگ شامل ہیں۔

کیا حکومت جماعت احمدیہ کو بالکل بے حس سمجھتی ہے۔ اور یہ خیال رکھتی ہے۔ کہ اس کے پیشوا۔ اور اُس کے بزرگوں کی کوئی خواہ کس قدر توہین و تذلیل کرے۔ احمدیوں کو دُکھ اور تکلیف نہیں پہنچتی اگر یہ نہیں۔ تو کیا حکومت یہ سمجھتی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ پر خواہ کتنا ہی ظلم کیا جائے۔ اسے خواہ کس قدر ہی ستایا۔ اور دُکھ دیا جائے۔ اس کی خواہ کتنی ہی دل آزاری کی جائے۔ اس کے متعلق حکومت پر کوئی فرض عائد نہیں ہوتا۔ اور اس کی حفاظت کے لئے حکومت کے کسی قانون میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ حیرت ہے کہ اسی لاہور سے شائع ہونے والے ایک اخبار "سیاست" میں ہندوؤں کے خلاف ایک نظم شائع ہوتی ہے۔ "سیاست" کے ایڈیٹر صاحب اپنی عدم موجودگی کا عذر پیش کر کے نہایت ہی صاف اور واضح الفاظ میں اس نظم کے متعلق ہندوؤں سے عذر خواہ ہوتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے "سیاست" سے قانون مطابع کے رُو سے ضمانت طلب کر لی جاتی ہے۔ لیکن "زمیندار" ایک عرصہ سے اپنے ہر پرچہ میں جماعت احمدیہ کے پیشوا۔ اور دُوسرے بزرگوں کے خلاف نہایت ہی گندے اور بے حد دل آزار مضامین شائع کر رہا ہے۔ لیکن اسے پوچھا تک نہیں جاتا۔ اور جب ایک مضمون کی بنا پر اس سے ضمانت مانگی جاتی ہے۔ تو وُہ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف اس کی بدزبانیاں اور اشتعال انگیزیاں حکومت پنجاب کے نزدیک قطعاً قابل گرفت نہیں پہلے سے بھی زیادہ توہین آمیز اور دل شکن الفاظ بانی جماعت احمدیہ کے خلاف شائع کر دیتا ہے۔

حکومت پنجاب نے اگر "زمیندار" کی نہایت ہی دل آزار تحریروں کے متعلق اپنے کانوں کو بالکل ہی بند نہیں کر لیا۔ تو وُہ ۲۰ ؍ اکتوبر کے "زمیندار" کو دیکھے۔ اور ان الفاظ کو سُنے۔ جنہیں "زمیندار" نے اسے خاص طور پر سُنانے کے لئے یہ بھی لکھا ہے

کہ "حکومت پنجاب کان لگا کر سُنے" اور پھر بتائے۔ کہ وُہ کہاں تک جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے قانون کا پاس کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن اگر وُہ ان الفاظ کے سُننے کے بعد بھی جو "زمیندار" نے اسے خصُوصیّت سے سنانے کے لئے لکھے ہیں۔ ٹس سے مس ہونے کے لئے اور قانون کو حرکت میں لانے کے لئے تیار نہیں۔ تو پھر سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ اُس نے "زمیندار" کو جماعت احمدیہ کی انتہائی دل آزاری کرنے کے لئے کھُلی چھٹی دے رکھی ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ "زمیندار" نے پنجاب کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ ذمہ وار حاکم کے متعلق ضمانت طلبی پر حیرت کا اظہار کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کی موجودگی میں کیونکر اس سے ضمانت طلب کی گئی ہے۔ اور اس طرزِ عمل کو اس حاکمِ اعلےٰ کی مجبُوری کا نتیجہ قرار دیتے ہُوئے لکھا ہے:۔

"ہمارے خیال میں "زمیندار" سے حکومت پنجاب نے اس قدر کڑی ضمانت طلب کر کے جس طرزِ عمل کا ثبوت دیا ہے وُہ کسی بڑے دباؤ کا نتیجہ ہے۔ اور اس میں ضرور قادیانیوں اور ان کے سرپرستوں کی دیوانہ وار کوششوں کا ہاتھ ہے ورنہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ سر ہربرٹ ایمرسن جیسا ٹھنڈے دل اور دماغ کا گورنر کس طرح محض ایک ظریفانہ مضمون پر جس میں پلول کے گدھے نے زبانِ حال سے متنبّی قادیان کو گدھا کہدیا ہو۔ چار ہزار روپے کی ضمانت طلب کر سکتا ہے؟"

(زمیندار ۲۰۔ اکتوبر)

"زمیندار" کو اگر حکومت پنجاب نے اپنے طرزِ عمل سے اس بات کا اطمینان نہیں دلا رکھا۔ کہ جماعت احمدیہ کے خلاف اس کی کسی فتنہ انگیزی پر کوئی گرفت نہیں کی جائے گی۔ تو کیا اس کا فرض نہیں ہے۔ کہ صُوبہ کے سب سے بڑے حاکم کا نام لے کر اور اسے "ٹھنڈے دل اور دماغ کا گورنر" بتا کر ضمانت طلبی کے اس حکم کے متعلق جو "بحکم گورنر باجلاس" کی سند اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ "زمیندار" نے جو یہ ظاہر کیا ہے کہ گورنر نے اسے اپنی ذمہ واری کو محسُوس کرتے ہُوئے جاری نہیں کیا۔ بلکہ یہ حکم بہت بڑے دباؤ کا نتیجہ ہے۔ اس کا ازالہ کرے۔ تا کہ یہ غلط فہمی نہ پیدا ہو۔ کہ موجودہ گورنر نے محض بہت بڑے دباؤ سے مجبُور ہو کر "زمیندار" کے متعلق کارروائی کی ہے ورنہ وُہ باوجود اس طاقت کے جس کا اس پر بہُت بڑا دباؤ پڑ سکتا ہے۔ یہ ضروری قرار دینے کے کہ "زمیندار" کی فتنہ انگیزیوں پر گرفت کی جائے۔ خود کوئی کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اگر حکومت پنجاب نے "زمیندار" کے اس دعوے کو قانون کی طاقت سے رد نہ کیا۔ تو لامحالہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ "زمیندار" ان تمام فتنہ پردازیوں اور شورش انگیزیوں میں حکومت پنجاب کو اپنا حامی و مددگار سمجھتا ہے۔ جو جماعت احمدیہ کے خلاف وُہ کر رہا ہے۔ اور یہی بات اسے جُرأت دلا رہی ہے۔ کہ وُہ روز بروز اپنی شرارتوں میں زیادہ سے زیادہ بے باک ہوتا جائے۔

حکومت پنجاب کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ "زمیندار" جس کی ساری عمر گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت میں گزری ہے۔ اسی وجہ سے جس کے خلاف گورنمنٹ بارہا قانون کو حرکت میں لانے کے لئے مجبوری ہُوئی ہے۔ اور جسے ہمیشہ اپنا خطرناک دشمن سمجھتی رہی ہے۔ اس کا اس قسم کی جرأت کا اظہار کرنا کہ اب اس نے فتنہ انگیزی کے لئے جو میدان تجویز کیا ہے اس میں پنجاب کی حکومت کسی قسم کی روک اوٹ ڈالنے کے لئے تیار نہیں۔ اور اگر کوئی کارروائی کرتی ہے۔ تو اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ بہت بڑے دباؤ سے مجبُور ہو کر کرتی ہے حکومت انگریزی کے مفاد کے لئے کہاں تک مفید ہے۔

اگر حکومت پنجاب نے اتنی موٹی اور اتنی واضح بات سمجھنے کی کوشش نہ کی۔ تو ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑے گا کہ وُہ بہت بڑی غلطی کی مرتکب ہوگی۔

اسمبلی کا انتخاب اور مُسلمانانِ پنجاب

یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ اسمبلی میں پنجاب کی سات مسلم نشستوں میں سے چار کے نمائندے بلا مقابلہ منتخب ہو گئے ہیں۔ اور اس وجہ سے ان حلقوں کے مُسلمان اس کشمکش۔ آزردگی۔ اور مالی نقصان سے بچ گئے ہیں۔ جو متعدد اُمیدواروں کے کھڑے ہونے کی صورت میں لازمی طور پر ہوتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر باقی تین نشستوں کے لئے بھی جن اصحاب کو قابل اور مسلمانوں کے حقیقی خیر خواہ سمجھا جاتا۔ ان کو کھڑا کیا جاتا اور پھر ان کا انتخاب بلا مقابلہ عمل میں آتا۔ اس سے جہاں مسلمان کئی قسم کی تکالیف سے بچ جاتے۔ وہاں دُوسری اقوام پر بھی اس کا بہت اچھا اثر پڑتا۔ چار نشستوں کے لئے ہی بلا مقابلہ انتخاب ہونے پر اخبار "پرتاپ" لکھتا ہے "مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ نے مل کر ایک کانفرنس لیگ پارلیمنٹری مجلس قائم کی ہے۔ وُہ تمام صُوبوں میں اپنے امیدوار کھڑے کر رہی ہے مسٹر جناح جیسے آزاد مسلم بھی اس کے ٹکٹ پر کھڑے ہُوئے ہیں۔ میں مانتا ہوں۔ کہ اس کے خلاف بغاوت ہُوئی۔ لیکن ایسی نہیں۔ جسے قابلِ ذکر کہا جا سکے۔ پنجاب میں مجلس احرار صرف ایک امیدوار کھڑا کر سکی ہے۔ باقی سب کانفرنس لیگ پارلیمنٹری مجلس کے ساتھ ہیں۔ مسلمانوں کے اس طرح ایک جھنڈے تلے کھڑے ہونے کا نتیجہ یہ ہُوا ہے۔ کہ بہت سے امیدوار بلا مقابلہ منتخب ہو رہے ہیں۔ اور اس طرح وُہ اس مالی زیر باری سے بچ گئے ہیں۔ جو ہندوؤں کے حصہ میں آئی ہے"

ظاہر ہے۔ کہ کانفرنس لیگ پارلیمنٹری مجلس سے بغاوت کر کے اگر مجلس احرار اپنی طرف سے نمائندہ نہ کھڑا کرتی۔ تو شرقی مرکزی پنجاب کے اسلامی حلقہ سے بھی بلا مقابلہ ممبر کھڑا ہو جاتا۔ لیکن احراریوں کو کون سمجھائے۔ جو ہر موقعہ پر الٹی چال چلتے۔ اور مسلمانوں کے نقصان کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اب یہی صُورت اختیار کی جا سکتی ہے۔ کہ تمام مسلمان ووٹر اپنے ووٹ ان امیدواروں کو دیں۔ جو کانفرنس لیگ پارلیمنٹری مجلس کی طرف سے کھڑے ہُوئے ہیں۔

قرضہ بل کو ملتوی نہ ہونے دیا جائے

گزشتہ پرچہ میں ہم قرضہ بل کے متعلق لکھ چکے ہیں۔ کہ حکومت پنجاب کو نہ تو اسے واپس لینا چاہیئے۔ اور نہ رائے عامہ حاصل کرنے کے نام سے غیر محدود عرصہ تک ملتوی کرنا چاہیئے۔ بلکہ جلد سے جلد پاس کر کے نافذ کر دینا چاہیئے۔

اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" (۲۲۔ اکتوبر) اس بل کا ذکر کرتا ہُوا لکھتا ہے:۔

"اس میں شک نہیں۔ کہ سیلیکٹ کمیٹی نے جس کی رپورٹ حال ہی میں کونسل میں پیش ہُوئی ہے۔ اس میں بعض ایسی دفعات کا اضافہ کر دیا ہے۔ جن پر کونسل کو پوری طرح غور کرنا چاہیئے۔ لیکن ان دفعات پر غور و فکر کرنے کے لئے بل کو ایک غیر محدُود عرصہ کے لئے ملتوی کر دینے کی قطعاً ضرورت نہیں ہمیں امید ہے کہ زمیندار ممبران کونسل اپنے مفاد کو نقصان نہیں پہونچنے دیں گے۔ اور ان تمام دفعات کے قائم رکھے جانے پر اصرار کریں گے۔ جو سلیکٹ کمیٹی نے اضافہ کی ہیں"

تازہ خبر ہے۔ کہ کونسل میں جب سیلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ پر غور کرنے کی تحریک ہو گی۔ تو ہندوؤں کی طرف سے یہ ترمیم پیش کی جائے گی۔ کہ اس رپورٹ کو رائے عامہ کے لئے شائع کیا جائے۔ مگر اس کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ بل کو التوا میں ڈال دیا جائے۔ زمیندار ممبروں کو پُوری قوت کے ساتھ اس ترمیم کی مخالفت کرنی چاہیئے۔ اور زور دینا چاہیئے۔ کہ رپورٹ پر غور کیا جائے۔ کیونکہ زمینداران پنجاب کی حالت انتہا تک پہونچ چکی ہے۔ اور انہیں اسی حالت میں ڈالے رکھنا بہت خطرناک ثابت ہو گا۔ ضروری ہے۔ کہ انہیں زندہ رہنے کے لئے کچھ نہ کچھ سہارا دیا جائے۔

اسلام پر اعتراضات کے جواب

عرب کس طرح مسلمان ہوا

فتح مکہ اور ابوسفیان کا اسلام

اخبار "پرکاش" لاہور میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں لکھا تھا۔ کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا۔ اور اس کی اشاعت جبر سے ہوئی ہے۔ اس کا جواب "الفضل" کے ایک گذشتہ پرچہ میں دیا جا چکا ہے۔ جس میں قرآن مجید کی بین اور واضح تعلیم سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اسلامی تعلیم میں کسی پر مذہب تبدیل کرانے کے لئے جبر کرنا ہرگز جائز نہیں۔ بلکہ ہر شخص کو آزادی ہے۔ کہ جس مذہب کو چاہے اختیار کرے۔ احادیث اور تاریخی واقعات سے بھی اس غلط اور ناروا اعتراض کی تردید کی گئی۔ اور بتایا گیا۔ کہ ابتدائی لڑائیاں جو مسلمانوں اور کفار کے مابین ہوئیں۔ وہ اسلام کی اشاعت کے لئے قطعاً نہ تھیں۔ بلکہ محض دفاعی طور پر تھیں۔ چونکہ عرب اور اس کے دیگر تمام قبائل اسلام کو نابود کرنے اور اس کے مٹانے پر آمادہ ہوکر برسرپیکار ہوئے۔ اور مسلمانوں کو ہر طرح سے تکالیف اور مصائب کا نشانہ بنایا۔ اور ان کو قتل کیا گیا۔ اس لئے دفاعی طور پر انہوں نے بھی ان حملہ آوروں کا مقابلہ کیا۔ ورنہ ابتداءً مسلمانوں کا کفار سے جنگ کرنا تاریخ میں کہیں بھی مذکور نہیں ہے۔ اخبار "پرکاش" کے مضمون میں بعض قرآن مجید کی آیات بھی پیش کی گئی تھیں۔ جن سے یہ ثابت کرنا چاہا تھا۔ کہ اسلام تلوار سے پھیلا۔ ان آیات کے متعلق بھی بتایا گیا۔ کہ صرف ایک آیت ایسی ہے۔ جس میں جنگ کا ذکر ہے۔ اور وہ بھی دفاعی جنگ کا۔ اس میں قیدیوں کے متعلق احکام اور ان سے احسان و سلوک کا ذکر کیا گیا ہے۔ باقی جتنی آیات بھی پیش کی گئی ہیں۔ ان کو مضمون بیان کردہ سے دور کا بھی لگاؤ نہیں۔ اور ان کو پیش کرنا محض عربی زبان کی ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔

آریہ گزٹ لاہور کا مضمون

ہمارے اس مضمون کا جواب ۱۳ اکتوبر کے "آریہ گزٹ" میں شائع ہوا ہے۔ معترض نے قرآن مجید کی ان آیات کے متعلق جن کی تشریح کی گئی تھی۔ بالکل خاموشی اختیار کر کے اپنی غلطی کا اقرار کر لیا ہے۔ اور اصل مضمون کے جواب سے عاجز آکر ہوکر "عرب کس طرح مسلمان ہوا" کے عنوان کے ماتحت الٹا پلٹا لکھا ہے۔ کہ فتح مکہ اور ابوسفیان کا اسلام لانا تلوار کے ذریعہ سے تھا۔

"آریہ گزٹ" کا اعتراض

چنانچہ لکھا ہے۔

"حضرت محمد صاحب کے زمانہ میں عرب والوں سے کئی مشہور جنگ وقوع ہوئے ہیں۔ جن میں ہزاروں لاکھوں آدمی تہ تیغ ہوئے۔ صدہا عورتیں لونڈیاں بنائی گئیں۔ اور ہزاروں شتر بکری لوٹ لئے گئے۔ ہزاروں کے گھر تباہ ہوئے۔ اور جب لوٹ سے کافی سرمایہ جمع ہوگیا۔ تو پھر انعام و اکرام ملنے لگے۔ جو ساتھ شریک ہوتا تھا۔ وہ غریب چرواہوں کے حق میں بھیڑیا ہو جاتا تھا۔ جب حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے مکہ فتح کرنے پر فوج کشی کی۔ تو عباس و ابوسفیان جو فریقین کے مخبر تھے۔ گشت کرتے ہوئے باہم ملے۔ ابوسفیان کو عباس نے کہا۔ کہ اب تم سب مارے جاؤ گے۔ اس نے علاج پوچھا۔ عباس اس کو اسلام میں لانے کے بہانہ پر امان دینے کا وعدہ کر کے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لے گیا۔ تو حضرت عمر مارنے کو دوڑے۔ رات کو اس کو حفاظت میں رکھا گیا۔ جب صبح کو حاضر کیا۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ تو کہے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے۔ اور سوائے اس کے اور کوئی معبود لائق پرستش نہیں۔ اور میں نبی حق ہوں۔ ابوسفیان نے کہا۔ کہ ماں باپ میرے آپ پر فدا ہوں۔ کیا حلیمی و کریمی آپ کی ہے۔ کہ عوض میں ان گستاخیوں اور بے ادبیوں کے جو مجھ سے وقوع میں آئیں یہ عنایت میرے حال پر ہے۔ واقعی کوئی معبود لائق پرستش سوائے خدا وحدہ لاشریک کے نہیں۔ مگر تصدیق نبوت میں تامل کیا۔ عباس نے کہا زبان سے تصدیق نبوت کھول ورنہ خیر نہیں۔ ابوسفیان نے چار و ناچار تصدیق نبوت کی"۔

یہ ہے وہ اعتراض جو آریہ گزٹ نے کیا ہے۔ جس کا رد پیش کیا جاتا ہے۔

اعتراض کا جواب

گذشتہ مضمون میں اس بات کو واضح کر دیا گیا تھا کہ مسلمانوں نے جسقدر لڑائیاں لڑیں۔ وہ جارحانہ نہ تھیں۔ بلکہ مدافعانہ تھیں۔ مکہ پر جو فوج کشی ہوئی۔ وہ بھی دفاعی جنگ کے سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔

سنہ ۶ھ میں مسلمانوں اور کفار کے درمیان یہ صلحنامہ لکھا گیا۔ کہ فریقین دس سال کے لئے جنگ سے باز رہیں۔ اور ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزمائی نہ کریں۔ باوجودیکہ اس میں کفار کی جانب سے بعض شرائط بہت سخت تھیں۔ جن کو مسلمان ہرگز پسند نہ کرتے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو امن اور صلح کے قائم رکھنے والے تھے۔ اور اسلام صلح اور آشتی دنیا میں لایا تھا۔ آپ نے ان کی شرائط کو تسلیم کر لیا لیکن کفار جن کا ارادہ اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے نابود کرنا تھا۔ انہوں نے جب دیکھا۔ کہ اسلام ان صلح کے ایام میں بہت سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ تو انہوں نے معاہدہ کو توڑ دیا۔ شرائط صلح کو فراموش کر دیا۔ اور ۸ھ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک حلیف قبیلہ خزاعہ پر دفعۃً حملہ آور ہوئے جب اس قبیلہ نے اس اچانک اور بے پناہ حملہ سے بچنے کے لئے حرم میں پناہ لی۔ تو وہاں بھی انہوں نے لڑائی بند نہ کی۔ اور عین حدود حرم میں خزاعہ کا خون بہایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا۔ تو آپ نے قریش سے کہا۔ کہ یا تو (۱) مقتولوں کا خونبہا ادا کرو۔ (۲) یا قریش بنو بکر قبیلہ سے جس نے حملہ آوری میں ابتدا کی ہے۔ الگ ہو جائیں۔ یا (۳) اعلان کر دیا جائے۔ کہ حدیبیہ کا معاہدہ صلح ٹوٹ گیا۔

قریش جو پہلے ہی مسلمانوں کی ترقی کو دیکھ کر فتنہ و فساد پر آمادہ تھے۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ کہ صرف تیسری شرط منظور ہے۔ یعنی معاہدہ حدیبیہ منسوخ کیا جاتا ہے۔ اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مکہ کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اور ۱۰ رمضان ۸ ہجری کو یہ دس ہزار قدسیوں کی فوج مکہ معظمہ کی طرف بڑھی۔

ابوسفیان سے حسن سلوک

ادھر مکہ میں اسلامی لشکر کی آمد کی اطلاع ہو چکی تھی اسلئے اہل مکہ نے تحقیق اور تجسس کے لئے ابوسفیان اور چند اور چیدہ آدمیوں کو بھیجا۔ بعض مسلمانوں نے اس وقت ابوسفیان کو دیکھ لیا۔ اور گرفتار کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ معترض نے یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ حضرت عمر اس موقعہ پر تلوار لے کر ابوسفیان کو مارنے کے لئے دوڑے۔ مگر غور تو کرو۔ میدان جنگ میں مخالف فریق کا ایک سردار جاسوسی کرتا ہوا پایا جائے۔ تو کیا اس کی سزا موت نہیں۔ اور یہاں پر ابوسفیان جاسوس ہی نہ تھا۔ بلکہ اس نے اس وقت تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو جو جو تکالیف دی تھیں

وہ سب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کے سامنے تھیں۔ انکا ایک ایک جرم اس کے قتل کرنے کے لئے کافی تھا۔ اسلام کی عداوت۔ مدینہ پر بار بار حملے۔ قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلانا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کرانے کی خفیہ سازش کرنا۔ ان میں سے ہر چیز اس کے قتل کرنے کی دعویدار تھی۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عفو اس اعلےٰ پایہ کا تھا۔ کہ ایسے خطرناک دشمن کو بھی آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی سفارش پر معاف کر دیا۔

فتح مکہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر عفو

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عزیز وطن مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اس عزیز وطن میں جہاں سے آپ کو بے بسی اور بے کسی کی حالت میں تکلیفیں اور اذیتیں دے دے کر نکال دیا گیا تھا۔ جہاں آپ کے متبعین کو بڑی بے رحمی سے قتل کیا گیا تھا لیکن آپ نے ان ظلم کرنیوالوں ان قاتلوں۔ ان بیرحموں سے اس وقت بھی انتقام نہ لیا۔ بلکہ اعلان کر دیا۔ کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا۔ یا ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا۔ یا دروازہ بند کرے گا۔ وہ امن میں ہوگا چنانچہ سوائے ایک مقام کے جہاں پر قریش کے ایک گروہ نے مسلمانوں سے مقابلہ کیا۔ اور ان پر ابتداءً تیر برسائے۔ کہیں بھی مقابلہ نہیں ہوا۔ اور نہایت ہی امن کی صورت میں مکہ فتح ہو گیا آج دنیا میں مہذب اور متمدن کہلانے والی قومیں اور خود اعتراض کرنے والے کی قوم کیا اس قسم کی کوئی مثال پیش کر سکتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خون کے پیاسوں اور بے انتہا ظلم کرنے والوں کو اس وقت امن دیا۔ جبکہ آپ فاتح اور وہ مفتوح و مغلوب ہو چکے تھے۔ اور کہدیا جاؤ تم سب کو معاف کر دیا۔ یہی نہیں۔ بلکہ اس کے بعد جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ جباران قریش لائے گئے۔ جو اسلام کے مٹانے میں سب کے پیش رو تھے۔ جن کی تلواریں ہمیشہ مکہ میں زندگی بسر کرنے والے مسلمانوں کے سروں پر چمکتی رہتی تھیں۔ وہ لوگ جن کی زبانیں ہر وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں سب وشتم سے آلودہ رہتی تھیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر وقت خون کے پیاسے تھے۔ وہ جب بے بس ہو کر رحمۃ للعالمین کے سامنے مجسم عجز و انکسار بن کر آئے۔ تو آپ نے ان سے دریافت کیا۔ تم کو کچھ معلوم ہے میں تم سے کیا کرنے والا ہوں۔ وہ لوگ اگرچہ ظالم و قاتل تھے شقی تھے بے رحم تھے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خوب اچھی طرح جانتے تھے۔ اور آپ کے حسن سلوک سے واقف تھے چنانچہ انہوں نے کہا۔ اخ کریم و ابن اخ کریم۔ کہ تو ہمارا شریف بھائی اور شریف باپ کا فرزند ہے۔ آنحضرت صلے [illegible] وسلم نے فرمایا۔ لاتثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ بدلہ تو کیا لینا تھا کسی قسم کی تنبیہ تک نہ کی۔ پس تلوار نہیں۔ بلکہ یہ عفو اور اخلاق محمدی تھے جس نے ان کو اسلام کا گرویدہ بنایا۔

شری رام جی کے پالٹیکس

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانی دشمنوں۔ اور خون کے پیاسوں کو غلبہ حاصل کرنے کے بعد جس طرح معاف کیا۔ اس کی مثال کسی اور جگہ نہیں مل سکتی۔ لیکن اگر کوئی انسان اپنے دشمنوں کے انتہائی مظالم برداشت کرنے کے بعد دفاعی اور خود حفاظتی کے طور پر ان کا مقابلہ کرے۔ تو کیا یہ امر قابل اعتراض ہے۔ آج وہ لوگ جو اسلام اور بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم پر اس قسم کے لغو اور بے ہودہ اعتراض کرتے ہیں۔ ذرا اپنے مہارشیوں کے حالات زندگی پر نظر ڈالیں۔ کہ کس طرح انہوں نے دشمنوں کو مغلوب کیا۔ اور ان کی طاقت کو کمزور کرنے کے لئے ہر ممکن تدبیر عمل میں لائے۔ حال ہی میں اخبار "پرتاپ" کے دسہرہ ایڈیشن ۱۸ اکتوبر میں "شری رام کے پالٹیکس" کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔

"جس دن سے انہوں نے اپنے چودہ برس کے بن باس کے لئے گھر سے قدم باہر رکھا۔ اس دن سے لیکر انکی زندگی کے آخری لمحہ تک ان کے سامنے کئی ایسے مواقع آئے۔ بلکہ انہوں نے اپنے تئیں ایک اعلےٰ سیاستدان ہونے کا ثبوت دیا۔ ان کی زندگی کے حالات کا مطالعہ ان لوگوں کے خیالات کی زبردست تردید ہے جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ شری رام سیاستدان نہ تھے اگر باقی مثالوں کو جانے دیا جائے۔ تو راون اور اس کے بھائی میں پھوٹ ڈالکر انہوں نے اپنے دشمن کو جس طرح تباہ کیا۔ وہ ان کے سیاستدان ہونے کا زبردست ثبوت ہے"۔

پھر اسی پرچہ میں لکھا ہے:۔

"سیتا کی تلاش میں رام اور لکشمن دونوں جنگلوں میں بھٹک رہے تھے۔ کہ جنگلی قوم کے ایک سردار سے ان کی واقفیت ہو گئی۔ جو رفتہ رفتہ سیاسی دوستی کی شکل اختیار کر گئی۔ اس کا نام سگریو تھا۔ اس نے رام سے کہا میں آپ کی مدد کرتا ہوں۔ آپ میری مدد کریں۔ میرا بھائی میری جائداد کو غصب کر رہا ہے۔ اس سے میری حفاظت کریں۔ رام سگریو کے ساتھ اس کے علاقہ میں گئے۔ اس کا بھائی بالی ان دنوں راجہ تھا لیکن وہ بہت چالاک تھا۔ اس نے ایسا انتظام کر چھوڑا تھا۔ کہ کوئی اسکے سامنے جاکر اسے ہلاک نہ کر سکتا۔ رام اور لکشمن دونوں اس کا مقابلہ کس طرح کرتے۔ یہاں رام نے حکمت سے کام لیا اور چھپ کر تیر سے بالی کا کام تمام کر دیا۔ بالی نے کہا۔ تو کون بزدل ہے۔ جو چھپ کر وار کرتا ہے۔ رام نے جواب دیا نیتی کو دھرم سے کوئی واسطہ نہیں۔"

جو لوگ اپنے بزرگوں اور مذہبی پیشواؤں کے متعلق یہاں تک جائز سمجھتے ہیں۔ کہ وہ جنگ وجدال میں دھرم کو بھی بالائے طاق رکھ دیں۔ جو دشمن کو نقصان پہنچانے کے لئے پھوٹ ڈالنے سے باز نہ آئیں۔ انہیں کیا حق ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جنگوں پر ایسے اعتراضات کریں۔ جو اصول جنگ کے لحاظ سے بالکل غلط اور لغو ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ مقرر کئے گئے۔ جس طرح تمام دنیا کے لئے اخلاق فاضلہ میں آپ اسوہ تھے۔ اسی طرح سیاست میں بھی دوسروں کے لئے ایک نمونہ تھے۔ آج دنیا میں ترقی کرنے والی اور عروج پانے والی قومیں آپ کی قائم کردہ سیاست پر چلکر عروج حاصل کر رہی ہیں٭

فتح مکہ کے بعد کفار

معترض نے جس بات کو قابل اعتراض قرار دے کر اسلام پر جبر کا الزام لگایا ہے۔ اگر انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو اعتراض کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہتی۔ اگر فتح مکہ پر مسلمان جبر کرنے والے ہوتے۔ تو یہ ایک ایسا موقعہ تھا جس سے بڑھ کر لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کا اور کوئی موقعہ نہیں ہو سکتا تھا۔ تمام کفار اور بڑے بڑے سرکش کلی طور پر مسلمانوں کے قبضہ میں تھے لیکن واقعات اور تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ اس وقت کسی ایک آدمی پر بھی جبر نہیں کیا گیا۔ اور نہ کسی کو بزور شمشیر مسلمان بنایا گیا۔ بلکہ بہت سے کفار فتح مکہ کے بعد بھی کفر پر قائم رہے۔ چنانچہ مکہ کا ایک بہت بڑا رئیس صفوان بن امیہ فتح مکہ کے بعد بہت عرصہ تک کافر رہا۔ آخر جب اس پر اسلام کی حقانیت اور صداقت کھل گئی۔ تو وہ خود بخود مسلمان ہوا۔ پس فتح مکہ کے بعد بعض دوسرے لوگوں کا مسلمان نہ ہونا بھی اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ مسلمانوں نے فتح مکہ کے وقت مذہب تبدیل کرانے کے لئے کسی پر کوئی جبر نہیں کیا۔ اور وہ لوگ جبر کر بھی کس طرح سکتے تھے۔ جبکہ اسلام کی صاف اور صریح تعلیم ان کو ایسا کرنے سے روکتی۔ اور باز رکھتی تھی۔ اسلام اپنے اندر ایسے دلائل صداقت اور براہین رکھتا تھا۔ کہ ان کے منوانے کے لئے کسی قسم کے جبر کی ضرورت ہی نہیں۔ خود بخود سعید روحیں اس کی طرف کھنچی چلی آتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تاریخ سے کسی ایک شخص کی بھی ایسی مثال نہیں ملتی جس کے متعلق یہ ثابت ہو۔ کہ اس کو جبراً مسلمان بنایا گیا۔ لیکن برخلاف اس کے ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ کہ کئی سعید فطرتوں نے کفار کے گھروں میں رہتے ہوئے اسلام کو قبول کیا۔ اور اس صداقت کے تسلیم کرنے کی پاداش میں مدتوں تک انہیں سخت سے سخت مظالم کا تختۂ مشق بنے رہنا پڑا۔ کیا تشدد کے ذریعہ مسلمان ہونے والے اسلام کے لئے

مذاہب عالم نمبر

جنگ مہابھارت کی بنیاد

کورو اور پانڈو

کرشن جی کی لائف میں جنگ مہابھارت ایک خاص اہمیت رکھتی ہے جیسا کہ اس سلسلہ مضمون کی گذشتہ اقساط کے مطالعہ سے قارئین کو واضح ہو چکا ہوگا۔ کورو اور پانڈو اگرچہ ایک ہی خاندان کی دو شاخیں تھیں۔ مگر ان میں باہم رقابت حد درجہ کی تھی پانڈوؤں کو کرشن جی کی حمایت حاصل تھی۔ اور انکی مدد کے باوجود اس کے کہ ان کے حصہ میں ملک کا جو حصہ آیا۔ وہ بالکل جنگل اور غیر آباد تھا۔ کوشش اور ہمت سے ایک وسیع سلطنت قائم کر لی۔ اور زبردست طاقت کے مالک ہو گئے۔

قمار بازی کا عبرتناک انجام

کوروں کو ان کی یہ ترقی اور شان و شوکت ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ اور وہ انہیں نیچا دکھانے کی فکریں رہتے تھے اسی سلسلہ میں دریودھن نے یدھشٹر کے ساتھ جوا کھیلنے کی خواہش کی۔ جسے اس نے منظور کر لیا۔ لیکن وہ بازی ہار گیا حتیٰ کہ سب دولت۔ حشمت۔ سلطنت ہار چکنے کے بعد جب اس کے پاس اور کچھ نہ رہا۔ تو اس نے اپنی نیک شعار بیوی دروپدی کو بھی داؤں پر لگا دیا۔ اور اسے بھی ہار گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے آپ کو داؤں پر لگایا لیکن بدقسمتی کی انتہا ہو گئی کہ پھر بھی ہار گیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ نہایت ہی عبرتناک ہے لکھا ہے۔ جیتنے والے دروپدی کو نہایت ذلت کے سا [illegible] کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے دربار میں لے آئے کیونکہ بروئے اقرار یدھشٹر کا اب اس پر کیا اپنی جان پر بھی کوئی اختیار نہ رہا تھا۔ آخر الامر جب اس قضیہ کی خبر دریودھن کے باپ دھرت راشٹر کو ہوئی۔ تو اس نے مداخلت کر کے فیصلہ کیا۔ کہ یدھشٹر معہ دروپدی اور اپنے خاندان کے دیگر ممبران کے بارہ برس کے لئے جلاوطن ہو جائے۔ اور تمام راج پاٹ دریودھن کے حوالہ کر دے بارہ برس کے بعد وہ اپنے ملک میں آ کر رہ سکتے ہیں۔ مگر اس احتیاط کے ساتھ اور حلیے اور بھیس وغیرہ اس طور پر بدل کر کہ کم سے کم ایک سال تک کسی کو ان کی ملک میں موجودگی کا علم نہ ہو۔ اور کوئی انہیں شناخت نہ کر سکے۔

پانڈو وطن میں

اس فیصلہ کے مطابق یہ لوگ بارہ برس تک جنگلوں میں مارے مارے پھرتے اور سخت مصیبت کے دن گذارتے رہے۔ ان کے خیر خواہوں اور ہمدردوں نے بہت کوشش کی۔ کہ وہ اس فیصلے کو کالعدم کر کے اپنا ملک واپس لینے کے لئے لڑیں۔ لیکن وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے۔ اور اپنے عہد کے ایفاء پر مصر رہے۔ آخر جب بارہ برس کا عرصہ ختم ہوا۔ تو وہ حلیہ اور لباس تبدیل کر کے وطن میں آئے۔ اور مہاراجہ وراٹ کی ملازمت اختیار کر لی۔ سب کے سب ادنیٰ خدمتوں پر مامور کئے گئے۔ کیونکہ کوئی نہ جانتا تھا۔ کہ یہ کون لوگ ہیں۔ دریودھن کے حامی سخت جستجو کرتے رہے کہ ان کا نشان ملے۔ مگر اس میں ان کو کامیابی نہ ہوئی۔ البتہ ان کے دوست احباب اور ہمدرد رشتہ دار مہاراجہ وراٹ کے محلات میں آ کر ان سے ملتے رہے۔

وار کونسل

آخر جب تیرھواں سال بھی ختم ہو گیا۔ تو ہندوستان کے وہ تمام راجے مہاراجے جو پانڈوؤں سے ہمدردی رکھتے تھے۔ مہاراجہ وراٹ کے محلوں میں جمع ہوئے تاکہ مل کر فیصلہ کریں۔ کہ آئندہ کیا صورت اختیار کی جائے۔ اور یہی وہ میٹنگ تھی۔ جسے جنگ مہابھارت کی بنیاد کہا جا سکتا ہے۔

اس میٹنگ میں مختلف لوگوں نے تقریریں کیں۔ اور اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سب سے پہلی تقریر کرشن جی نے کی۔ جس میں پانڈوؤں کے ایفائے عہد پر انہیں مبارکباد دی۔ اور ان کی مذہب پرستی کی تعریف کی۔ پھر کہا کہ اب دھرت راشٹر کو چاہیئے۔ ان کا ملک دریودھن سے واپس لے کر ان کے حوالے کر دے۔ کیونکہ اس کی مقرر کردہ سزا یہ بھگت چکے ہیں۔ اگرچہ انصاف کا تقاضا یہی ہے لیکن چونکہ اس بات کا بھی اندیشہ ہے۔ کہ دریودھن آسانی کے ساتھ سلطنت کی واپسی پر آمادہ نہ ہو۔ اس لئے بہتر ہوگا۔ کہ کسی با اثر نیک نیت اور دیانتدار آدمی کو اس کے پاس مصالحت کی غرض سے بھیجا جائے۔ اگر آدھا ملک بھی یدھشٹر اور اس کے خاندان کو واپس دے دیا جائے تو فساد اور فتنہ سے بچنے کے لئے یہ اسی پر قناعت کر لیں گے۔

اس کے بعد بعض اور لوگوں نے بہت گرما گرم تقریریں کیں۔ اور اس بات پر بہت زور دیا۔ کہ دریودھن سے مصالحت کی توقع فضول ہے۔ اور کسی قسم کے پس و پیش کے بغیر اس پر فوج کشی کر کے اسے ملک سے نکال دینا چاہیئے۔ آخر کار فیصلہ یہ ہوا۔ کہ پانڈوؤں کے سب مددگاروں اور حامیوں کو اطلاع دے دی جائے۔ کہ وہ اپنی اپنی فوجیں لڑائی کے لئے تیار رکھیں۔ اور اس اثنا میں ایک ایلچی کو دریودھن کے پاس بھیج کر اس کی رائے معلوم کر لی جائے۔

کرشن جی کی امداد

دوسری طرف دریودھن بھی ان کونسلوں اور مجلسوں سے بے خبر نہ تھا۔ اس فیصلہ کی اطلاع اسے بھی پہنچ گئی۔ اور قبل اس کے کہ اس کے پاس کوئی ایلچی آئے۔ اس نے فیصلہ کیا۔ کہ وہ کرشن جی کے پاس امداد کی درخواست لے کر جائے۔ کیونکہ کرشن جی کا دونوں کے ساتھ رشتہ تھا۔ چنانچہ وہ فوراً دوارکا کی طرف روانہ ہو گیا۔ لکھا ہے۔ جس وقت ان کے مکان پر پہونچا۔ تو وہ سو رہے تھے۔ دریودھن ان کے سرہانے کی طرف بیٹھ گیا۔ اتنے میں ارجن بھی جا پہنچا۔ اور کرشن جی کے پاؤں کی طرف بیٹھ گیا۔ کرشن جی جب خواب سے بیدار ہوئے۔ تو انکی نظر پہلے ارجن پر پڑی۔ اس کے بعد دریودھن پر نظر پڑی تو اپنے دونو سے خیر و عافیت پوچھی۔ اس کے بعد نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ پانڈوؤں کے ساتھ میری جو جنگ ہونے والی ہے۔ اس میں آپ سے استمداد کے لئے میں حاضر ہوا ہوں۔ اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ آپ میری مدد کریں۔ کیونکہ میں پہلے آپ کے مکان پر پہنچا ہوں۔ اور پہلے درخواست کی ہے۔ دونو کا رشتہ بھی ایک ہی ہے۔

کرشن جی کا فیصلہ

اس پر کرشن جی نے کہا۔ کہ گو تم پہلے آئے ہو۔ مگر میری نظر پہلے ارجن پر پڑی ہے علاوہ ازیں وہ تم سے چھوٹا ہے۔ اس لئے میں اس کا حق فائق سمجھتا ہوں۔ لیکن چونکہ تمہیں بھی مایوس نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے میں نے تجویز کی ہے۔ کہ ایک طرف خود جاؤنگا۔ اور دوسری طرف اپنی فوج کو بھیجدونگا۔ لیکن یاد رہے کہ میں خود ہتھیار نہیں چلاؤنگا۔ بلکہ صرف شامل رہونگا۔ اس لئے میں پہلا موقعہ ارجن کو دیتا ہوں کہ وہ چن لے۔ آیا مجھے ساتھ لینا چاہتا ہے یا میری ساری فوج کو۔ اس پر ارجن نے بلا تامل کہا۔ کہ مجھے آپ کی ضرورت ہے۔ فوج کی کوئی ضرورت نہیں۔ دریودھن اس جواب پر بہت خوش ہوا۔ کیونکہ ایک بڑی فوج کی امداد اسے حاصل ہو گئی۔ یہاں سے اٹھ کر دریودھن کرشن جی کے بھائی بلرام کے پاس پہنچا۔ مگر اس نے دونو کی امداد سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں اس جنگ میں قطعاً کوئی حصہ نہیں لونگا۔ دریودھن کے جانیکے بعد کرشن جی نے ارجن سے پوچھا کہ تم نے ساری فوج کے مقابل پر میری ذات کو کیوں ترجیح دی۔ اس نے جواب دیا۔ کہ ایک عقلمند آدمی لاکھ بیوقوفوں سے زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ آپ نے اس لڑائی میں ہتھیار نہ چلانیکا عہد کیا ہے۔ اس لئے آپ میری رتھ بانی کریں۔ اور پھر دیکھیں!

ایک احمدی کا سفر کابل

دورانِ سفر کے دلچسپ حالات

محرکات سفر

جن ایام میں تخت افغانستان پر امیر حبیب اللہ خاں نعمانی اور ان کے بعد امیر امان اللہ خان صاحب متمکن تھے۔ خاکسار نے خواب میں بار بار دیکھا۔ کہ میں کابل گیا ہوں۔ اس کے بعد اعلیحضرت نادر شاہ کے ایام حیات میں خواب میں دیکھا۔ کہ میں کابل گیا ہوں۔ وہاں چند احمدی دوست مجھ سے ملے ہیں۔ ایک جلوس دیکھا۔ جس میں اراکین سلطنت شامل تھے۔ اور ایک نوجوان بیس سالہ سرخ شاہی وردی میں آگے آگے جا رہا تھا۔ یہ ایک نوجوان شہزادہ دکھائی دیتا تھا۔

آخر کار یہ خواب اعلیٰ حضرت محمد ظاہر شاہ نوجوان شاہِ افغانستان کے زمانہ میں ظاہری صورت میں پورا ہوا۔ اور میں نے جشن ۳۴ء میں کابل دیکھ لیا۔ جبکہ وہ نوجوان شہزادہ اعلیحضرت محمد ظاہر شاہ نکلے۔

حصول پاسپورٹ کے لئے سعی

افغانستان جانے کے واسطے دو قسم کے پاسپورٹ ملا کرتے ہیں۔ ایک عام پاسپورٹ جو پانچ سال کے واسطے ہوتا ہے۔ اور دوسرا خاص جو صرف خاص حالات میں ملتا ہے۔ خاکسار نے اس خاص پاسپورٹ کے واسطے درخواست دی۔ محکمہ پولیس نے افسران اعلےٰ کو اطلاع دی۔ کہ درخواست کنندہ احمدی ہے۔ باوجود اس کے پاسپورٹ ملنے کی اجازت ہوگئی۔ پاسپورٹ مل گیا۔ اور میرے رفقائے سفر برادر قاضی محمد عمر خاں صاحب احمدی ساکن ہوتی ضلع پشاور اور اس کے چچا قاضی محمد لطیف صاحب جو احمدی نہیں۔ عزیزم محمد انور جان احمدی اور ان کا خورد سال بھائی محمد اکبر جان قرار پائے۔ پاسپورٹ جناب افغان مامور صاحب وفد مقیم پشاور کے پیش ہوئے۔ اور تصدیق ہو کر مل گئے۔ ہم جناب سردار عبد الغفور خان صاحب مامور وفد اور ان کے ترجمان صاحب اور سرکاتب کے اخلاق حمیدہ کے معترف اور ممنون ہیں۔ بہت با اخلاق اور خندہ رو اور شریف الطبع انسان ہیں۔ اور کابل جانے والے مسافروں کے لئے بہت آرام دہ ہیں۔

روانگی بطرف کابل

۹ اگست ۳۴ء کی صبح کو جناب قاضی محمد لطیف صاحب روانہ ہوئے۔ اور ۱۰ اگست کو کابل پہنچ گئے۔ باقی ہم ۱۱ اگست کو ۴ بجے شام حاجی خانہ سے روانہ ہوئے۔ ان سولہ لاریوں میں سے ایک میں سوار ہوئے۔ جو سردار جیل سنگھ صاحب ٹھیکیدار پشاور نے اپنے اہتمام سے گورنمنٹ افغانستان کی وزارت حربیہ کے لئے جشن کے واسطے تیار کی تھیں۔ یہ قافلہ شام کے وقت روانہ ہو کر جمرود کی پولٹیکل سرائے میں شب باش ہوا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ حکومت افغانستان نے اپنی بے تعصبی کا یہاں تک ثبوت دیا۔ کہ ایک سکھ ٹھیکیدار سے بڑی قیمتی لاریاں بنوائیں۔ مگر سردار صاحب یہاں تک غیر محتاط ثابت ہوئے۔ کہ انہوں نے لاریوں میں لیگانگٹ تک کا خیال نہ رکھا۔ اگر کوئی انگریزی کارخانہ ہوتا۔ تو یقیناً لاریوں کی ساخت میں بہت احتیاط سے کام لیا جاتا۔

جمرود میں شب باشی

جمرود پشاور سے بجانب جنوب نو میل دور ایک مختصر سی انگریزی چھاؤنی ہے۔ یہاں خیبر ریلوے کا بڑا اسٹیشن ہے۔ ایک ٹیلہ پر مختصر سا خام قلعہ ہے جس میں انگریزی فوج رہتی ہے۔ اس کے مغرب کو ملحق فوجی بیرکس ہیں۔ اسی قلعہ میں ایک سفید مکان نظر آتا ہے۔ جو مشرقی جانب اندرونی دیوار قلعہ کے ساتھ ہے۔ یہ سردار ہری سنگھ نلوہ کی مڑھی ہے۔ جو مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کا جرنیل تھا۔ اور افغانستان کو فتح کرنے کے ارادہ سے نکلا تھا۔ مگر آفریدیوں نے اس کو درۂ خیبر کے دہانہ پر ہی آخری نیند سلا دیا۔ اس قلعہ پر انگریزی یونین جیک لہراتا ہے۔ اس کے گرد و نواح میں ہسپتال۔ مدرسہ۔ قافلہ کی سرائے اور خاصہ داران خیبر کی لائن ہے۔ یہاں سے ۲ میل آگے درۂ خیبر کا دہانہ ہے۔ اور درہ تورخم تک جو ۲۷ میل دور ہے۔ پھیلا ہے۔ کبھی قافلہ سرائے اونٹوں۔ خچروں۔ گھوڑوں اور پیادوں کے قافلوں سے بھرپور ہوا کرتی تھی۔ مگر جب سے خیبر ریلوے جاری ہوئی۔ اور آمد و رفت کا کام لاریوں اور موٹروں نے لے لیا۔ خالی رہتی ہے۔ جس سے آیت اذا العشار عطلت کا نظارہ نظر آتا ہے۔ اور حدیث لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا (صحیح مسلم) کی پیشگوئی پوری ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ یعنی اونٹ بیکار ہو گئے۔ اور سانڈنیوں پر سوار ہونے کا زمانہ جاتا رہا۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی علامتوں میں سے ایک بہت بڑی علامت ہے۔ ہم جمرود میں برادر مولوی مسیح الدین صاحب احمدی مدرس کے مہمان رہے۔ اور ان کی وجہ سے خوب آرام پایا۔ صبح نماز سے فارغ ہو کر پاسپورٹ دکھائے۔ اور درۂ خیبر کا روڈ ٹیکس فی کس ایک روپیہ ادا کیا۔ اور لاریوں کا قافلہ درۂ خیبر کی جانب روانہ ہو گیا۔

درہ خیبر کی کیفیت

درۂ خیبر کے شمال کی طرف اقوام ملاگوری اور شنواری کی پہاڑیاں ہیں۔ اور جنوب کو قوم آفریدی کے جبال۔ درمیان میں ایک ڈبل اور پختہ نہایت عمدہ سڑک ہے۔ اور شمالی پہاڑیوں میں سے خیبر کی ریلوے گذرتی ہے جس پر ۳۷ ٹنل ہیں۔ جن میں سے بعض دو دو تین تین میل لمبے ہیں۔ یہ ریلوے لائن ہندوستان میں انجنیرنگ کا عظیم الشان کارنامہ ہے۔ جس کے متعلق کہتے ہیں۔ فی میل ایک کروڑ روپیہ خرچ آیا۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر فوجی اور خاصہ داروں کے برج ہیں۔ اور دہانہ درہ میں جنوب کی جانب ایک کنواں ہے جو اہل قافلہ کے واسطے نعمت عظمیٰ تھا۔ یہ کنواں آنریبل نواب سر صاحبزادہ عبد القیوم خان موجودہ وزیر صوبہ سرحد کی اس زمانہ کی فیاضی کی یادگار ہے۔ جبکہ وہ خیبر ایجنسی میں اسسٹنٹ پولیٹکل آفیسر ہوا کرتے تھے۔ اس سے آگے ایک ٹیلہ پر جگیاڑی پوسٹ ہے۔ جس میں چوکیدار رہتے ہیں۔ اس سے آگے خیبر ریلوے کا عظیم الشان پل ہے۔ جس پر سے ریل جنوب سے شمال کی طرف گذر جاتی ہے۔ ٹرین پہاڑوں اور سرنگوں میں سے سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی یہاں پہنچتی ہے۔ اور یہاں سے شاگئی ریلوے سٹیشن کی طرف بڑھ جاتی ہے۔ شاگئی میں ایک فوجی قلعہ بہت خوبصورت بنا ہوا ہے۔ جو خان بہادر شیخ رحمت اللہ خان صاحب احمدی کی زیر نگرانی تعمیر ہوا۔ اور تکمیل تک پہنچا۔ اس حسن کارکردگی پر وہ خان بہادر بنائے گئے۔ یہاں سے تیراہ کے پہاڑ نظر آتے ہیں۔ جن پر ایام سرما میں کثرت سے برف پڑتی ہے۔ اور سر سے دامن تک سفید نظر آتے ہیں۔

شاگئی کیمپ کے آگے علی مسجد کا پرانا پڑاؤ آتا ہے۔ یہاں ایک سڑک اوپر سے گذرتی ہے۔ اور دوسری نیچے سے نچلی سڑک کے کنارے پرانے کیمپ کے نشانات ہیں۔ دو تین دوکانیں ہیں ایک مسجد کا احاطہ ہے۔ اس کے اندر وسط میں ایک سفید گنبد ہے جس میں ایک شخص بمشکل کھڑا ہو کر نماز ادا کر سکتا ہے۔ اسی کو علی مسجد کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ایام خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ جہاد کرتے کرتے خیبر تشریف لائے اور یہاں ایک دیو ہیکل عورت سے لڑائی کی۔ بعض پتھروں پر گھوڑے کے سم کے نشان بتاتے ہیں۔ جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دلدل کے قدم کے نشان کہا جاتا ہے۔ اور اس گنبد کے مقام پر مشہور ہے۔ کہ انہوں نے نماز ادا کی۔ اس واسطے یہ مسجد اور گنبد اس کی یادگار ہے۔ مگر تاریخ اسلام کی رو سے یہ سب ایک کہانی اور بے حقیقت و بے اصل بات ہے۔ حضرت رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں کبھی عرب و عراق کے حدود سے باہر تشریف نہیں لے گئے۔ اور نہ یہ خیبر وہ خیبر ہے جہاں حضرت علیؓ نے منکران اسلام سے جہاد کیا۔ بلکہ وہ مدینہ منورہ کے قریب یہود کا ایک مرکز تھا۔

افغانستان اور کشمیر میں فرضی قبور اور یادگاریں کوئی عجب انگیز نہیں۔ ان یادگاروں میں صرف وہی درست اور صحیح ہیں۔ جن کی تصدیق قرآن کریم۔ احادیث صحیحہ یا معتبر و مستند روایات کریں۔ ورنہ سب نظر انداز کرنے کے قابل ہیں۔

علی مسجد کے جنوب کے سلسلہ جبال پر حفاظت راہ کے لئے مورچے بنے ہیں۔ جن میں خیبر کے خاصہ دار رہتے ہیں خیبر کا گاؤں درہ میں ہی آباد ہے۔ آفریدی قوم کے قلعہ نما مکانات ہیں۔ جن میں ایک دو بروج حفاظت بھی ہوتے ہیں۔ ہر مکان ایک مختصر سا قلعہ ہوتا ہے جس میں ایک شخص کا خاندان یکجا رہتا ہے۔ تمام درہ ایک بے آب و گیاہ حصہ زمین ہے۔ پہاڑ بھی سخت سنگلاخ ہیں۔ مگر آج اس قدر محفوظ و مامون ہے۔ کہ ایک نابالغ بچہ سونے کی تھیلی ہاتھ میں لے کر حفاظت سے گزر سکتا ہے۔ سڑکوں اور ریلوے روڈ نے ہر طرح سے محفوظ کر دیا ہے ؛

لنڈی کوتل

یہاں سے آگے بڑھ کر سڑک تو میدان لوازگی کی طرف نکل جاتی ہے۔ جس میں لنڈی کوتل کیمپ اور قلعہ ہے۔ اور ریلوے ایک درہ کے اندر جاکر لنڈی کوتل ریلوے سٹیشن پر ٹھہر جاتی ہے۔ یہاں ایک پہاڑی ہے۔ جو میدان لوازگی اور ریلوے سٹیشن کے درمیان واقع ہے۔ ریل یہاں سے ۷ میل اور آگے سرحد افغانستان تک جاتی ہے۔ یہاں سے آگے آخری ریلوے سٹیشن لنڈی خانہ ہے۔ جو پانچ میل اور آگے ہے۔ لنڈی کوتل میں ایک قلعہ ہے جس میں فوج رہتی ہے۔ ہسپتال ہے۔ ڈاک خانہ ہے۔ اور پولیٹیکل ایجنٹ صاحب خیبر کا دفتر ہے۔ اور پولیٹیکل تحصیلدار اور اس کا سٹاف ہے۔

قلعہ سے مشرق کو اور جنوب کو کیمپ ہے بازار ہیں۔ اور ایلم ای رئیس کے دفتر ہیں۔ اور جنوب کو قافلہ سرائے ہے۔ جس میں قافلہ اور مقامی لوگوں کی ضروریات کے واسطے دوکانیں ہیں۔

لنڈی کوتل میں برادر شمس الدین خانصاحب احمدی پولیٹیکل محرر اور چند دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے سوڈا واٹر سے ہماری تواضع کی۔ یہاں سے روانہ ہو کر پیچ در پیچ راستہ تورخم جا پہنچے برطانیہ کی سرحدی چوکی میں محترم خان شیر افضل خانصاحب نائب تحصیلدار نہایت تپاک سے ملے۔ چند اور دوستوں سے بھی ملاقات ہوئی۔ پاسپورٹ دکھایا۔ یہ مختصر مگر خوبصورت اور سرسبز مقام ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر سرحد ہند و افغانستان پر پہنچے۔ جہاں دونوں طرف کے چوکیدار موجود تھے۔ برطانیہ کے خاصہ دار نے روڈ بار کو اٹھا کر راستہ دیا۔ اور افغان چوکیدار نے تار سیم کو اٹھا کر افغانستان کی حد میں داخل کیا۔ اس وقت ہم بار بار رب ادخلنا مدخل صدق واخرجنا مخرج صدق واجعل لنا من لدنک سلطانا۔

ماہواری تبلیغی رپورٹیں جلد بھجوائیں

میں بار بار انصار اللہ کی جماعتوں کو توجہ دلا چکا ہوں۔ کہ وہ تبلیغ باقاعدہ منظم طریق پر شروع کریں۔ ہر ماہ رپورٹ نہ بھیجنے والی جماعتوں کو یاددہانی کے خطوط بھی لکھے جاتے ہیں۔ اگرچہ بہت سی جماعتوں نے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے۔ اور ماہواری رپورٹ بھی باقاعدہ بھیج رہی ہیں۔ لیکن کئی ایک جماعتوں نے ابھی سستی ترک نہیں کی۔ یہاں تک کہ میرے خطوط کا بھی کوئی جواب نہیں دیا جاتا۔ بعض بڑی بڑی شہری جماعتیں بھی بڑی لاپرواہی سے کام لے رہی ہیں۔ حالانکہ ان کو سینکڑوں کی تعداد میں ہر ماہ تبلیغی دو ورقہ بھیجا جاتا ہے۔ جو ان کے لئے تبلیغ میں ممد و معاون ہو سکتا ہے۔

تبلیغ ہر احمدی کے لئے روحانی غذا کا کام دیتی ہے۔ کہ ہر احمدی کا اس غذا کے بغیر ایمان تازہ نہیں رہ سکتا۔ امید ہے دوست میرے اس اعلان پر توجہ کرتے ہوئے ضرور تبلیغ جیسے اہم کام میں باقاعدگی اختیار کریں گے۔ اور اپنی کارگزاری کی ماہواری رپورٹ بھیجا کریں گے۔ تا ان کی کارگزاری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کر کے دعا کی درخواست کی جایا کرے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

مبلغین کے متعلق اعلان

مبلغین کے متعلق میرے پہلے اعلان کے بعد ان کی ہفتہ واری رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ بعض مبلغین نے انصار اللہ کی جماعتوں میں کافی بیداری کر دی ہے اور نئی انصار اللہ کی جماعتیں بھی قائم ہوئی ہیں۔ اور بعض جماعتوں میں انصار اللہ سے ازسر نو کام باقاعدہ شروع کرا دیا ہے۔ لیکن ہمارے بہت سے مبلغین نے ابھی اس طرف توجہ نہیں کی۔ مبلغین کے لئے سب سے زیادہ ضروری کام یہ ہے۔ کہ وہ ہر جماعت میں مبلغ پیدا کریں۔ ان کو تبلیغ کا طریق سکھائیں۔ اور نوٹ لکھانے کا انتظام بھی کریں۔ اور تبلیغ منظم طریق پر کرائیں صرف چند مبلغین کی تھوڑی سی توجہ سے قلیل عرصہ میں ڈپٹیوں کی تعداد میں پہلے مہینوں کی نسبت اضافہ ہے۔ اور جماعتوں کی رپورٹیں بھی پہلے سے زیادہ خوشکن ہیں۔ لیکن اگر سارے مبلغ اسی طرح انصار اللہ کی جماعتوں کو توجہ دلاتے رہیں۔ تو تبلیغ کا کام پہلے سے زیادہ وسیع پیمانہ پر شروع ہو سکتا ہے ؛

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

برہمن بڑیہ (بنگال) میں احمدیہ کانفرنس

صداقت احمدیت پر پُر زور تقریریں

برہمن بڑیہ (۲۱ اکتوبر) اے ملک خادم صاحب حسب ذیل رپورٹ بنام الفضل ارسال کرتے ہیں۔ بنگال کے احمدیوں کی آٹھویں سالانہ کانفرنس برہمن بڑیہ میں ۱۸ اور ۱۹ اکتوبر کو منعقد ہوئی۔ جماعت کے نمائندگان کے علاوہ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے بھی بنگال کے متعدد اضلاع سے شامل ہوئے۔ خان بہادر الحاج مولوی ابوالہاشم خاں صاحب چودہری۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ انسپکٹر آف سکولز نے صدارت کی۔ مذہبی اصلاح اور رواداری وغیرہ۔ نیز احمدیت کی صداقت پر لیکچر ہوئے۔ جن میں ثابت کیا گیا۔ کہ اس زمانہ کی بین الاقوامی اور بین الملی۔ غرضکہ ہر قسم کے مشکلات کا علاج احمدیت میں ہی ہے۔ لیکچروں کے بعد ایک عیسائی جنٹلمین نے قبول اسلام کا اعلان کیا۔

احراریوں کی جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ انگیزی

حکومت پنجاب کی احتیاطی تدابیر

اخبار سٹیٹسمین نے ۲۱ اکتوبر ۳۴ء کے پرچہ میں احراریوں کے جلسہ قادیان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ مجلس احرار قادیان ضلع گورداسپور میں والنٹیر جمع کر کے بھیج رہی ہے۔ جہاں احمدیت کی مخالفت کے لئے احرار کانفرنس کر رہے ہیں قادیان جماعت احمدیہ کا مرکز ہے۔ اور دونوں میں کشیدگی پائی جاتی ہے۔ نقض امن کے خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے پنجاب گورنمنٹ نے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں۔ امرتسر سے ایک مجسٹریٹ دیوان ہرونش لال کو وہاں سپیشل ڈیوٹی پر متعین کیا گیا ہے۔ اور چار سو کی تعداد میں پولیس فورس بھیجی گئی ہے انسپکٹر جنرل پولیس اور کمشنر لاہور ڈویژن قادیان جا کر تمام انتظامات کا ملاحظہ کر آئے ہیں۔ ہر قسم کے اسلحہ جات حتیٰ کہ لاٹھیوں کا رکھنا بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ امرتسر اور بعض دیگر مقامات پر کئی بار جب احمدیوں نے جلسہ کرنا چاہا۔ تو احرار کی طرف سے فساد پیدا کیا جاتا رہا ہے۔ اور ابھی گذشتہ موسم سرما کا ہی واقعہ ہے۔ کہ امرتسر میں ایک درجن احمدیوں کو احراریوں نے زخمی کر دیا تھا جبکہ وہ ایک جلسہ منعقد کر رہے تھے۔ اور اس جرم میں ۱۶ احراریوں

عُلمائے نکودر کا دُرُوغ بے فروغ

چیلنج مناظرہ منظور

۲۵ و ۲۶ اگست ۱۹۳۴ء بمقام نکودر جماعت احمدیہ کا جلسہ ہوا۔ جس میں پہلے دن مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور نے محاسن اسلام پر موثر تقریر کی۔ اور مولوی محمد شریف صاحب نے ابطال عقیدہ ناسخ و منسوخ و خدمات اسلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک مدلل تقریر کی دوران تقریر میں مولوی نیاز احمد صاحب دیوبندی نے بمعہ اطفال مدرسہ جلسہ میں شور و شر مچا دیا۔ اور یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ ہماری کسی کتاب میں یہ نہیں لکھا ہوا۔ کہ فلاں آیت ناسخ ہے۔ اور فلاں منسوخ نہ ہی ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ مولوی محمد شریف صاحب نے فرمایا۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ اطمینان سے تشریف رکھیں۔ اور جواب سنیں۔ مگر مولوی صاحب بے خود ہو کر فرمانے لگے۔ کہ میں ہرگز آپ کو تقریر نہیں کرنے دونگا اور تین گھنٹہ تک خود تقریر کرونگا۔ آخر ہیڈ کنسٹیبل نے انہیں خاموش کرایا۔

دوسرے دن خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و اجرائے نبوت پر متواتر اڑھائی گھنٹہ تقریر کی۔ اور مولوی نیاز احمد صاحب کو کئی پیغام بھیجے۔ کہ حسب الوعدہ آپ تشریف لائیں۔ آخر مولوی صاحب کی جانب سے جواب آیا۔ کہ میں ہرگز نہ آؤں گا۔ اس پر مولوی عبدالرحمٰن صاحب ان کے پاس گئے۔ تاکہ شرائط مناظرہ طے کریں مگر مولوی صاحب نے صاف انکار کر دیا جس سے اہل نکودر سمجھ گئے۔ کہ ہمارے مولوی صاحب میں احمدیوں کے ساتھ مقابلہ کی ہرگز جرأت نہیں ہے۔

رات کو پھر ہمارا جلسہ ہوا۔ جس میں بعض لوگوں نے ہم پر خوب پتھر برسائے۔ منصف مزاج ہندو اور غیر احمدی جو شریک جلسہ ہوئے۔ وہ بھی تمام ان کی شرارت سے پناہ مانگ رہے تھے۔ تیسرے دن مولوی عبدالرحمٰن صاحب و مولوی محمد شریف صاحب موضع لودھیان تشریف لے گئے اور خاکسار شیخوال چلا گیا۔ لودھیاں میں بھی کامیاب جلسہ ہوا۔ لودھیاں میں بھی ایک اہل حدیث مولوی صاحب نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب سے کچھ وقت تبادلہ خیالات کیا۔ اور وعدہ کیا۔ کہ رات کو جلسہ میں آ کر گفتگو کروں گا۔ مگر وہ نہ آسکے۔

موضع شیخوال میں ہمارا جلسہ ہوا۔ جس میں غیر احمدی حنفی و اہل حدیث گرد و نواح کے بھی شریک ہوئے مناظرہ کے متعلق بھی بات چیت ہوئی۔ مگر غیر احمدی شرائط کی آڑ لے کر بھاگ گئے۔ پھر ہم موضع کنیاں کلاں پہنچے بوقت عصر وہی مولوی نیاز احمد نکودروی۔ و مولوی محمد علی جالندھری آ گئے۔ اور سابقہ خفت مٹانے کے لئے شور مچانے لگے۔ ہماری جانب سے کہا گیا۔ کہ اگر تم میں ہمت و طاقت ہے۔ تو آؤ میدان حق میں اجرائے نبوت وفات مسیح و صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ کرلو۔ مگر صبح صادق سے پیشتر ہی گاؤں سے بھاگ گئے۔

الحمد للہ کہ ہم نے علاقہ نکودر میں خوب اچھی طرح تبلیغ حق کی۔ اب چونکہ انکی جانب سے اخبار المجاہد میں مناظرہ کا چیلنج آیا ہے لہذا ہم چیلنج کو دل و جان سے منظور کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اپنے ہمراہ مولوی شبیر احمد صاحب و مولوی مرتضیٰ حسن صاحب و مولوی اشرف علی صاحب کو بھی لاؤ۔ اور بحث کرلو وہ موضوع جن پر مناظرہ ہوگا۔ اور جن میں آپ کے معرکۃ الآراء مضامین بھی آجائینگے۔ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اجرائے نبوت (۲) وفات مسیح ناصری (۳) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۴) عقائد حنفیہ خصوصاً دیوبندیہ باقی شرائط مناظرہ باتفاق فریقین ہو جائیں گے۔ لہذا تاکید مزید ہے۔ کہ فوراً چیلنج منظور فرما کر اطلاع دیں۔

خاکسار: عتیق الرحمٰن حق جالندھری مقیم قادیان

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ ۳ و ۴ نومبر ۱۹۳۴ء کو منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں سلسلہ کے قابل ترین مبلغین تشریف لائینگے۔ از راہ نوازش حضرت مرزا شریف احمد صاحب بھی تشریف لائینگے۔ نیز جناب میر محمد اسحٰق صاحب شرکت فرمائینگے۔ بیرونجات سے تشریف لانے والے اصحاب کی خوراک و رہائش کا انتظام بذمہ انجمن ہوگا۔ موسم کے لحاظ سے بستر ہمراہ لائیں۔

خاکسار: شیخ جان محمد امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ

پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد کا اعلان

۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء کو مجلس عاملہ کا اجلاس بمقام پشاور زیر صدارت جناب قاضی محمد یوسف صاحب پراونشل امیر منعقد ہوا تھا۔ جس میں ۱۴ تجاویز زیر بحث آکر متفقہ طور پر منظور ہوئیں۔ سال ۳۵-۱۹۳۴ء کے لئے کل بجٹ اخراجات مبلغ ۱۵۶۶ روپیہ قرار دیا گیا۔ تجاویز منظور شدہ کی نقول احباب متعلقہ کو علیحدہ ارسال کر دی گئی ہے اب اعلان کیا جاتا ہے۔ عنقریب جناب قاضی محمد یوسف صاحب مقامی انجمنوں کی دیکھ بھال کے لئے تمام صوبہ کا دورہ کریں گے۔ جملہ انجمنوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی ملحقہ انجمنوں کے مراکز اور متفرق احباب کے پتوں سے جلد از جلد اطلاع بخشیں۔ تاکہ پروگرام دورہ مرتب کیا جا سکے۔ دورہ کے موقعہ پر مرکزی اور مقامی چندوں کے حسابات کے نظام اور تبلیغی نظم و نسق کو خاص طور پر مدنظر رکھا جاوے گا۔

موجودہ کارکنان مجلس عاملہ کے عہدوں کی میعاد ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء کو ختم ہو جاوے گی۔ اور نئے انتخابات کے لئے مجلس عاملہ کا اجلاس چند ماہ کے بعد طلب کیا جانے والا ہے۔ جس کے لئے علیحدہ اعلان بعد میں کیا جائے گا مقامی انجمنوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ بہتر سے بہتر نمائندے اس سہ سالہ اجلاس میں بھیجیں۔ اور موزون کارکنوں کو منتخب کریں۔ ہر قسم کی خط و کتابت پتہ ذیل پر ہو۔

مرزا غلام حیدر وکیل۔ جنرل سکرٹری پراونشل انجمن احمدیہ نوشہرہ چھاؤنی

ایک ضروری اطلاع

امیں پچھلے نو ماہ سے بیمار چلا آتا ہوں۔ اپنے ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے مجبوراً بمبئی آیا ہوں۔ بعض احباب بمبئی سے بعض ضروریات کے متعلق یا تلاش ملازمت کے لئے خطوط لکھتے ہیں۔ اور بعض ٹانٹ ڈپٹ بھی کرتے رہتے ہیں میں ایسی تمام تحریروں کا احترام کرتا ہوں۔ کہ وہ ذاتی ضرورت اور اخوت سلسلہ کے حقوق کی بنا پر ہوتی ہیں۔ مگر میں ایسے تمام دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ ملازمتوں کی تلاش اور مختلف محکموں میں جا کر عرضیاں دینا میری طاقت سے باہر ہے۔ علاوہ ازیں بمبئی ایسی جگہ نہیں۔ جہاں ادہر ادہر جانا آسان ہو۔ سواری کے اخراجات نہیں۔ اور افسوس ہے میں اس قابل نہیں۔ اسلئے اگر میں کسی دوست کے ایسے مطالبات کا جواب نہ دوں۔ تو مجھے معذور سمجھیں۔ اسی طرح بعض لوگ بمبئی کی تجارتی اشیاء کے نرخوں اور تاجروں کی فہرستیں بھیجنے کی ہدایت فرماتے ہیں

بعدالت جناب چودہری عطا محمد خان صاحب نائب تحصیلدار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم ڈیرہ غازیخاں

بمقدمہ مولوی غلام یٰسین ولد مولوی غلام محی الدین لودین پٹھان سکنہ ڈیرہ غازی خان

بنام:۔ مولیداد وغیرہ ولد مولوی محمد افضل وغیرہ

تقسیم چاہیہ والی کھاتہ ۹۵ واقعہ پائیگاہ

اشتہار بنام سمات دھنی بائی بیوہ کیم چند۔ موتی لعل ولد دلو پداس۔ ہیرا نند ولد مولراج ملوترہ سکنائے ملتان شہر۔ چند ربھان۔ اتم چند۔ کنیا لعل پسران مہر چند سکنائے ملتان۔ اللہ بخش ولد یوسف۔ سماۃ جیند بیوہ الہی بخش ہوتانی سکنائے پائیگاہ۔

اندریں مقدمہ مدعا علیہم بالا کے نام نوٹس عدالت ہذا سے بغرض تجویز طریقہ جاری ہوئے مگر مدعا علیہم مذکور حاضر عدالت نہیں ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مدعا علیہم مذکور دیدہ دانستہ حاضری عدالت سے گریز کر رہے ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مدعا علیہم کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ $\frac{1}{34}$۔۳ کو حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ کریں ورنہ ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی

(مہر عدالت) $\frac{1}{34}$ ۱۳ (دستخط عدالت ہذا)

خاتم النبیین نمبر الفضل کے لئے اشتہار بھیج کر کاروباری لوگ فائدہ اٹھائیں

اطلاع خاص

دوستوں کی درخواست منظور۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز نے رعایت کردی ہے

میرے معزز دوستوں اور پرانے گاہکوں نے ایک عرصہ سے ہم پر غیر معمولی زور دے رکھا تھا۔ کہ ہم اپنے دواخانہ کی ادویات میں ضرور کچھ عرصہ کے لئے رعایت کردیں۔ تاکہ ضرورتمند امحاب فائدہ اٹھا سکیں۔ زمانہ کی بے روزگاری نے لوگوں کے حالات نہایت مخدوش کر رکھے ہیں اور بیماری کی زیادتی نے پریشان و مبتلائے بلا کر رکھا ہے۔ پیسہ کی کمی علاج کے راستہ میں روک بنی ہوئی ہے۔ ان حالات کی رو سے مخلوق خدا مبتلائے بلا ہے۔ لہٰذا ہم نے مناسب سمجھا ہے کہ دو ماہ کے لئے یعنی اکتوبر و نومبر ۱۹۳۶ء کے لئے۔ دواخانہ ہذا کی ادویات میں رعایت کرکے ضرورتمند اصحاب کو فائدہ پہنچادیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری نیت کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔ آمین

اشتہاری ادویات کی فہرست

حب مرجانی تولہ عہ رعایتی قیمت فیتولہ مکمل رعایت لعہ نعمت الٰہی لڑکے پیدا ہونے کی دوائی مکمل للعہ

حبوب عنبری ۔ گولی عہ ، ، عہ خوراک ے رعایتی قیمت للعہ

حب زندگی ۶۰ گولی ے ، ، للعہ مفید النساء گولیاں ۶۰ گولی عہ ، ، عہ

جام عشق ۶۰ گولی ے ، ، للعہ کشتہ فولاد فی تولہ لعہ ، ، ے

گولڈن پلز ۶۰ گولی ے ، ، عہ کشتہ فولاد عہ للعہ ، ، ے

فولادی گولیاں ۶۰ گولی ے ، ، للعہ تریاق گردہ فی شیشی

تریاق جریان ۲۰ خوراک عہ ، ، عہ فی تولہ عہ ، ، عہ

ان ادویات کے علاوہ بھی سب ادویات میں اسی طرح رعایت ہے۔ جن اصحاب کو ضرورت ہو۔ وہ اکتوبر۔ نومبر ۱۹۳۶ء کے اخیر تک اپنا آرڈر دے سکتے ہیں۔

المشتہر:۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

کی بالکل نئی اور مضبوط بلڈنگ مع رہائشی مکان

واقعہ محلہ دارالفضل فروخت ہوتی ہے۔ جو صاحب بیع یا رہن لینا چاہیں وہ لے لیں۔ آئندہ کے لئے پریس اسی جگہ کرایہ مقررہ پر کام کرے گا۔ اندرون شہر میں بھی ایک مکان معہ منزل بالائی ہے۔ قابل فروخت ہے۔ شہری طرز کا۔ خود یا کسی معتبر کے ذریعہ دیکھ کر قیمت کا فیصلہ کرلیں۔

چوہدری اللہ بخش مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

اکسیر تسہیل ولادت بچہ کی پیدائش کو آسان کردینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔ قیمت معہ محصول عہ صرف **منیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا**

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن سے ۲۰ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ انگلستان سے آسٹریلیا تک ہوائی پرواز جس کی ایک عرصہ سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ۶½ بجے صبح کے وقت شروع ہوئی۔

بمبئی سے ۱۹ اکتوبر کو بمبئی سینٹنل میں شائع شدہ رپورٹ کے مطابق انڈین ریفارمز بل ۱۹۳۵ء کے آغاز میں پاس ہو جائے گا۔ صوبجاتی خود مختاری مارچ ۱۹۳۷ء میں اور فیڈریشن فروری ۱۹۳۸ء میں رائج کی جائے گی۔ ریفارمز بل کا خاص پہلو یہ ہوگا۔ کہ بمبئی۔ مدراس اور سی پی کے علاوہ تمام صوبوں میں سیکنڈ چیمبر بھی بنایا جائے گا۔ لاء اینڈ آرڈر (قانون) اور امن کی تخصیص کے بغیر محکمہ جات منتقل کر دیئے جائیں گے نظم ونسق کے معاملات میں وزراء۔ انسپکٹر جنرل پولیس اور کمشنروں کی کارروائی میں مداخلت نہیں کر سکیں گے۔ پالیسی کے معاملہ میں کسی وزیر کے فیصلہ کو گورنر رد کر سکیگا گورنر جنرل کو چھ ماہ کی بجائے ایک سال کے لئے آرڈی ننس جاری کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور صوبجاتی گورنر جنہیں آجکل آرڈی ننس جاری کرنے کا اختیار نہیں۔ گورنر جنرل کی منظوری سے ۶ ماہ کے لئے آرڈی ننس جاری کر سکیں گے۔

لنڈن سے ۱۸ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق مسٹر سیموئل ہور وزیر ہند نے ایک پارٹی میں تقریر کرتے ہوئے گورنر بنگال کے حسن انتظام کی بہت تعریف کی۔ اور کہا کہ سر جان اینڈرسن نے صوبہ کے انتظام میں نہ صرف اپنی غیر معمولی قابلیت کا مظاہرہ کیا۔ بلکہ نہایت بیداری کیساتھ انتظامی امور کو بھی سلجھاتے رہے۔

سر جان سائمن نے لنڈن سے ۲۰ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق ایک تقریر میں شاہ الیگزنڈر اور مسٹر بارتھو کے قتل کو سیاسی اہمیت دیتے ہوئے کہا۔ کہ جولیس سیزر کے قتل سے لے کر آسٹریا کے چانسلر ڈاکٹر ڈولفس کے قتل تک کی ساری تاریخ کی ورق گردانی کر لو۔ مگر کہیں یہ نظر نہ آئیگا کہ ان کے قتلوں سے سیاسی مقاصد پورے ہوئے ہوں آج سے بیس برس پہلے سرویا کے شہزادہ کے قتل پر جنگ عظیم کا دھواں اٹھا۔ جو ساری دنیا میں پھیلا لیکن اب حالات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ دنیا امن کے لئے بے تاب ہے۔ اس لئے جنگ کا کوئی خطرہ نہیں۔

گورکھپور سے ۲۱ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ اجودھیا کے ہندوؤں اور مسلمانوں پر گورنمنٹ نے ۸۵ ہزار روپیہ تعزیری ٹیکس لگایا ہے۔

بابو راجندر پرشاد کانگرس کے بمبئی میں منعقد ہونے والے اجلاس کے صدر منتخب ۲۱ اکتوبر کو بمبئی پہونچ گئے۔ وکٹوریہ ٹرمینس پر ایک انبوہ عظیم نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ ان کو ایک بگھی میں بٹھا کر جس کے آگے چار گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ شہر میں جلوس نکالا گیا۔ پچاس کے قریب لیڈی والنیٹر بھی ساڑھیاں پہنے ہوئے موجود تھیں۔ پولیس کا انتظام زبردست تھا۔ آدھ گھنٹہ تک بوری بندر میں ٹریفک بالکل بند رہا۔

گاندھی جی بھی ۲۰ اکتوبر کو کانگرس پنڈال عبدالغفار نگر میں پہونچ گئے۔ لیکن اس قدر خاموشی سے کہ کسی کو خبر نہ ہوئی۔ آپ ننگا ریلوے سٹیشن پر جو بمبئی سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ چپ چاپ اترے۔ اور ایک دوست کی موٹر میں بیٹھ کر جا پہونچے۔

کراچی سے ۲۲ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ عبدالقیوم صاحب کی ڈیفینس کمیٹی کی طرف سے بعض مقتدر مسلمانوں کا وفد وائسرائے کے پاس جا کر یہ درخواست کرے گا کہ سزائے موت کو کسی دوسری سزا میں تبدیل کر دیا جائے

صوبہ سرحد میں قتل کی وارداتوں کے متعلق پشاور سے ۲۱ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق جو گوشوارہ جرائم شائع ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ گذشتہ سال ستمبر میں ۴۲ قتل کی وارداتیں ہوئیں۔ اور اس سال ۵۴۔

مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے لاہور سے ۱۸ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق ایک سوادانیان ریاست سے درخواست کی ہے کہ وہ لاہور میں منعقد ہونے والی نمائش کی پوری پوری حمایت کریں۔ کیونکہ موجودہ کساد بازاری کے دنوں میں اقتصادی حالت کو درست کرنے کا ذریعہ دستکاری وزراعت ہے۔

حیدر آباد دکن سے ۲۳ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں کی ایک معزز خاتون صالحہ بیگم صاحبہ انگلستان سے سول سرجن کی ڈگری حاصل کر کے آئی ہیں۔ جن کو عثمانیہ جنرل ہسپتال میں سول سرجن لگایا گیا ہے۔ یہ پہلی مسلم خاتون ہیں۔ جو سول سرجن کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوئی ہیں۔

گاندھی جی کے متعلق بمبئی سے ۲۲ اکتوبر کی آمدہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ بمبئی کانگرس کے بعد آپ ایک نئی پولیٹیکل جنگ شروع کرنے والے ہیں۔ کانگرس سے فارغ ہوتے ہی وہ ایک آل انڈیا دورہ شروع کریں گے جو ہندوستان کے دیہات کی صنعت وحرفت کو ترقی دینے کی خاطر ہوگا۔ ایک سال کے بعد جب یہ تنظیم مکمل ہو جائیگی تو پھر سول نافرمانی شروع کر دیں گے۔

بمبئی سے ۲۲ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق مسٹر راش بہاری بوس نے جاپان سے صدر کانگرس کے نام یہ تار ارسال کیا ہے۔ کہ وائٹ پیپر اور کمیونل ایوارڈ کو نامنظور کر کے کامل آزادی کے ریزولیوشن کا اعادہ کیجئے۔ اور متحدہ مقابلہ کے لئے اسمبلی اور کونسلوں پر چھا جایئے۔

لنکا کی گورنمنٹ نے کولمبو سے ۲۱ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق اپنے تمام محکموں کے ملازموں کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ کسی قسم کا قرضہ نہ لیں۔ ان سے ایک اقرار نامے پر دستخط کرائے جا رہے ہیں جس میں لکھا ہے۔ کہ "ہم اس وقت تک کسی کے مقروض نہیں نہ ہی آئندہ کسی سے کسی قسم کا قرضہ لیں گے" گورنمنٹ کو یہ حکم نافذ کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی ہے۔ کہ اسے اطلاع ملی ہے۔ کہ سرکاری ملازم عموماً قرضہ لینے کے عادی ہو گئے ہیں۔ جس سے رعایا کو تکلیف پہنچ رہی ہے

کراچی سے ۲۱ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ برطانوی طیارہ موشنو مز کاسٹ" جس میں مسٹر سکاٹ اور کیمبل بلیک ہواباز لنڈن میلبورن کی تاریخی فضائی دوڑ کے سلسلہ میں سفر کر رہے ہیں کراچی پہنچا۔ اس مقابلہ میں جتنے ہواباز شریک ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلے کراچی پہنچنے والے یہ دونو ہواباز ہیں۔ جب ان سے کراچی میں رک جانے کی وجہ دریافت کی گئی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ چونکہ سرحد پر اڑنے کی ممانعت ہے۔ اس لئے ہم یہاں ٹھہرے ہیں۔ لنڈن سے کراچی تک وہ ۲۲ گھنٹے ۳۵ منٹ میں پہنچے ہیں۔ دوسرے طیارے بھی اب پہنچ رہے ہیں۔

گاندھی جی نے کانگرس کے نظام میں جو تبدیلیاں تجویز کی ہیں۔ ورکنگ کمیٹی نے چار گھنٹہ تک ان پر بحث و تمحیص کے بعد یہ اعلان کیا۔ کہ کمیٹی ان مجوزہ ترمیموں کو خوش آمدید کہتے ہوئے ان پر غور کرنے کے لئے چند آدمیوں کی ایک کمیٹی مقرر کرتی ہے جو کل شام تک رپورٹ پیش کرے۔

لاہور سے ۲۰ اکتوبر کی اطلاع ہے۔ کہ گذشتہ سال حکومت کو آل انڈیا نمائش میں حصہ لینا صنعت کی ترقی کے لئے نتیجہ خیز اور مفید ثابت ہوا۔ اس لئے اس سال بھی نمائش میں محکمہ صنعت وحرفت کو شریک کرنا چاہتی ہے۔ اور اس

... پرنٹر و پبلشر ... نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی